إن الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

غلام احمد قادیانی

نمبر ۱۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں دوبار

فی پرچہ ایک آنہ

قادیان

ایڈیٹر قاضی اکمل

قیمت سالانہ پیشگی ... ششماہی ...

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

جلد ۱۴	مطابق ۱۶ رجب ۱۳۴۵ھ	یوم جمعہ	مورخہ ۲۱ جنوری ۱۹۲۷ء	نمبر ۵۸

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی طبیعت اچھی ہے۔ البتہ آج رات غیر معمولی طور پر سردی لگتی رہی۔ اور تمام رات بھر نیند نہ آئی۔ اللہ تعالیٰ حضور کا حافظ و ناصر ہو۔

حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی کی بہو فاطمہ بی بی صاحبہ مولوی عبیداللہ صاحب مرحوم کی وفات کے بعد ماریشس سے قادیان میں آگئی تھیں۔ شب درمیان ۱۶ و ۱۷ جنوری کو ان کا انتقال ہو گیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) مرحومہ صالحہ، صحیح اور عمدہ قرآن پڑھنے پڑھانے والی تھیں۔ اپنے شوہر کی وفات پر جس صبر اور استقلال سے کام لیا۔ اور جس ہمت سے جماعت ماریشس کی تعلیم و تربیت میں مشغول رہیں وہ یادگار زمانہ ہے۔ مرحومہ کو سل کا مرض تھا۔ جنازہ حضرت خلیفۃ المسیح نے پڑھایا اور مقبرہ بہشتی میں دفن کیا۔ مولوی عبیداللہ صاحب کے دو بچے ہیں ایک لڑکا ۹ سالہ اور ایک لڑکی ۸ سالہ۔ ان کی تعلیم و تربیت انکے دادا حافظ صاحب کے سپرد ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا حافظ و ناصر ہو۔

نظم

حدیثِ عشق پایانے ندارد

(جناب ماسٹر نعمت اللہ صاحب گوہر۔ بی اے
قند پارسی سے کام و جان احباب کے حلاوت اندوز فرماتے ہیں)

غمِ اُلفت ہر انسانے ندارد ۔۔۔ بسا کیں گنج سلطانے ندارد

رموزِ عاشقی عاشق بفہمد ۔۔۔ نہ زاہد (واعظ) آنکہ جانانے ندارد

عجب گنجے است عشقِ دلستانے ۔۔۔ عجب ذوقے کہ پایانے ندارد

شود ایں گنج ارزانی کسے را ۔۔۔ کہ سرباز و غم جانے ندارد

بمولائے خودش پیوستہ ہر آں ۔۔۔ بدنیا عہد و پیمانے ندارد

چہ پرسی قصہ ہائے سر فروشاں — حدیث عشق پایانے ندارد
منم پیوستہ با دامان مہدی — چو گنجم ہیچ سلطانے ندارد
زہے ہندوستاں گلزار فردوس — خیابانش نیستانے ندارد
بدار آں شکوہ لانروالے — کہ انگلینڈ و جاپانے ندارد

بیا گوہر نشانے دہ زمولا
بہ آں صوفی کہ عرفانے ندارد

رُوداد جلسہ سالانہ خواتین احمدیہ ۱۹۲۶ء

جلسہ سالانہ خواتین احمدیہ سنہ ۱۹۲۶ء بخیر و خوبی تمام ہؤا۔ الحمد للہ علی ذالک یہ محض اللہ تعالیٰ ہی کا فضل و کرم ہے۔ کہ اس سال زنانہ جلسہ گاہ مستقل بن گیا ہے۔ جس کی چار دیواری صرف دو دن میں مکمل کی گئی باوجودیکہ پچھلے سالوں میں اپنا جلسہ گاہ نہ تھا۔ اور شیخ یعقوب علی صاحب کے مکان میں راستہ کی تنگی کی وجہ سے تکلیف بھی ہوتی تھی۔ مگر ہر سال مستورات کی آمد میں نمایاں اضافہ ہوتا رہا۔ اب مستقل جلسہ گاہ بنجانے کی وجہ سے اُمید ہے۔ کہ آیندہ اور بھی زیادہ ترقی ہوگی۔ انشاء اللہ منجملہ اور فوائد کے ایک فائدہ جلسہ سالانہ کا مستورات میں تہذیب و تمدن کا ترقی پانا ہے۔ چنانچہ اس سال ہر دو فریق مہمانوں اور ان نوازوں میں خصوصیت سے یہ بات پائی گئی۔ کہ مہمان بیبیوں نے خاموشی اور توجہ سے لیکچر سُنے۔ اور خادمات قوم کارکن بہنوں نے نہایت مستعدی اور باقاعدگی سے کام کیا۔

تقاریر مطابق شائع شدہ پروگرام الفضل ہوئیں۔ چندہ بغیر کسی تحریک کے آٹھ نو سو روپیہ کے قریب ہؤا۔ چندہ دینے میں جماعت احمدیہ کے مردوں کی حالت تو اظہر من الشمس ہے۔ خواتین کا اخلاص ایسا ہوتا ہے کہ روئے زمین پر اس وقت کوئی جماعت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ خواتین جماعت احمدیہ اشاعت اسلام کے لئے ہر تحریک کو ہر وقت لبیک کہنے کے لئے تیار ہیں۔ "دیوانہ را ہوئے بس است" کا قول صادق آتا ہے۔ اور ایسا ہونا کوئی تعجب انگیز امر نہیں۔ کیونکہ آخرین منہم کی مصداق یہی جماعت ہے۔

اشیاء دستکاری مستورات کی نمائش کامیابی سے ہوئی اشیاء کے ایک حصہ کی قیمت بمع اصل لاگت و نفع کے اشاعت اسلام میں دیگئی۔

بیعت کنندگان مستورات قریباً پونے دو سو تھیں۔ تعداد شمار کا باقاعدہ انتظام تھا۔ جس کے لحاظ سے ساڑھے تین ہزار مستورات شمار کی گئیں۔

آخر میں میں اپنی پیاری بہنوں جماعت احمدیہ کی معزز خواتین سے جو کہ جلسہ پر ہماری مہمان تھیں۔ اپنی طرف سے اور تمام کارکن بہنوں کی طرف سے معافی کی درخواست کرتی ہوں کہ اگر ہم حق مہمان نوازی پورے طور پر ادا نہ کر سکی ہوں یا کسی بہن کو ہم میں سے کسی کے قول یا فعل سے کوئی تکلیف پہنچی ہو تو للہ معاف فرمائیں کیونکہ انسان ضعیف البنیان ہے۔

نیز میں تمام کارکن بہنوں کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے اپنے گھر اور بچے چھوڑ کر سردی اور تکلیف برداشت کر کے اللہ تعالیٰ کی خاطر ہمارا ہاتھ بٹایا۔ اور انہوں نے دین کو دنیا پر مقدم کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو دنیا و آخرت میں اپنے انعامات کا وارث بنائے۔ آمین

اُمّ داؤد۔ نائبہ ناظمہ انتظام جلسہ خواتین احمدیہ

محکمہ تعلیم و تربیت کے متعلق ایک ضروری اعلان

جماعت کی تعلیم و تربیت کے متعلق پوری طرح کام کر سکنے کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ ہر جگہ جہاں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے افراد موجود ہوں تعلیم و تربیت کے سکرٹری مقرر کئے جائیں۔ جو اپنے اپنے حلقہ میں جماعت کی تعلیم و تربیت کے نگران ہوں۔ اور نظارت تعلیم و تربیت قادیان میں وقتاً فوقتاً اپنے کام کے متعلق رپورٹ بھجواتے رہیں۔ اس کام کے متعلق میں ایک سکیم تیار کر رہا ہوں جو انشاء اللہ بعد تکمیل شائع کی جاویگی۔ فی الحال یہ اعلان صرف اس غرض سے کیا جاتا ہے۔ کہ جہاں جہاں اس وقت تک تعلیم و تربیت کے سکرٹری موجود نہ ہوں۔ وہاں کے احباب اپنے میں سے کسی مناسب دوست کو اس کام کے لئے مقرر کر کے دفتر ہذا کو ان کے نام اور پتہ سے مطلع فرمائیں۔ اور نیز جہاں تعلیم و تربیت کے سکرٹری مقرر ہو چکے ہوں۔ وہاں کے جنرل سکرٹری یا امیر جماعت بھی اپنے تعلیمی سکرٹری کے نام اور پتہ سے مجھے مطلع فرمائیں۔ تاکہ دفتر کا ریکارڈ مکمل کیا جا سکے اس وقت جماعت کی تعلیم و تربیت کا کام بہت اہم ہو رہا ہے۔ اور میں اُمید کرتا ہوں کہ جماعت کے ذمہ وار احباب اس معاملہ میں پوری توجہ سے کام لینگے۔

مرزا بشیر احمد۔ ناظر تعلیم و تربیت قادیان

اطلاع

دفتر امور عامہ یا امور خارجیہ میں اگر کسی صاحب نے کوئی کاغذ بھیجا ہوا ہو۔ جس کا جواب نہ پہنچا ہو۔ اور دیر ہو چکی ہو۔ تو اس کے متعلق مفصل لکھ کر احباب میرے نام پر خط لکھیں۔ ایسے خطوط یکم فروری ۱۹۲۷ء تک مجھے پہنچ جانے چاہئیں۔ اس کے بعد خط و کتابت خواہ کسی کی ہو۔ بدستور ناظر امور عامہ یا ناظر امور خارجیہ کے نام ہو میرا یا کسی کا نام لفافہ پر نہ ہو۔ یہ صرف عارضی انتظام چند روز کے واسطے کیا گیا ہے۔ تاکہ اگر عدم تعمیل یا تعمیل میں دیر کی کسی صاحب کو شکایت ہو۔ تو وہ شکایت رفع کی جاسکے۔ ۱۶ر جنوری ۱۹۲۷ء

محمد صادق۔ ناظر امور عامہ و امور خارجیہ قادیان

احمد سرید و جاوی کا احتجاج

ہمعصر پیغام صلح لاہور میں شائع ہؤا تھا۔ کہ جاوی طالب علم جاوا کے اخباروں میں لاہور احمدیہ بلڈنگس کے رفقاء کے خلاف مضامین شائع کرتا رہتا ہے۔ احمد سرید و باصرار عرض کرتا ہے کہ وہ ان اخباروں کا حوالہ دیں۔ میں نے کسی اخبار میں مضمون نہیں لکھا ہاں ایسے اخبار دکھائے جاسکتے ہیں۔ جنمیں مختلف فیہ مسائل ہی نہیں بلکہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی ذات و الاصفات پر زد ہوتی ہے۔ اور کئی ایسی باتیں شائع ہوئیں۔ جو بالکل خلاف واقعہ ہیں۔

مُراسلہ

ریزولیوشن

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ممبران نے ایک عام جلسہ میں جو بعد نماز جمعہ مورخہ ۱۴ر جنوری سنہ ۱۹۲۷ء کو ہوا مفصلہ ذیل قرار دادیں باتفاق رائے پاس کیں۔

(۱) یہ جلسہ اس منافرت خیز اور شر انگیز پروپاگنڈا کے خلاف جو بعض آریہ سماجی اخبارات اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کر رہے ہیں۔ پُر زور صدائے احتجاج بلند کرتا ہے۔ اور حکومت کی توجہ ان کارٹونوں اور تحریرات کی طرف مبذول کراتا ہے۔ جو لاہور کے اخبارات ملاپ پرکاش اور پرتاپ میں شائع ہو رہے ہیں۔ اور ملاپ کے سنڈے نمبر مورخہ ۲ر جنوری ۱۹۲۷ء اور پرتاپ کے سنڈے نمبر مورخہ ۹ر جنوری کے اشتعال انگیز اور امن شکن کارٹونوں اور تحریرات کو خصوصیت سے اس امر کے لئے پیش کرتا ہے۔ کہ حکومت اسپر نوٹس لے۔

(۲) یہ جلسہ عام بہ اتفاق رائے گورنمنٹ کو اخبار پرتاپ مورخہ ۹ر جنوری کی اس اشتعال انگیز تحریر کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ کہ جس کا عنوان "دنیا کا سب سے بڑا شہید" ہے۔ اس میں حضرت مسیح علیہ السلام اور حضرت سید الشہداء امام حسین رضی کی قربانیوں کو جو انہوں نے محض خدا اور مخلوق خدا کے لئے کیں حقارت سے پیش کیا گیا ہے۔ اور محض مسلمانوں اور عیسائیوں کا دل دکھانے کے لئے شردھانند کے قتل کو ان سے بڑھکر بتایا گیا ہے ہم گورنمنٹ کی خدمت میں التجاء کرتے ہیں کہ وہ اس نقص امن پیدا کرنیوالی تحریر پر نوٹس لے۔

([illegible] احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

یوم جمعہ ۔ قادیان دارالامان ۔ ۲۱ جنوری ۱۹۲۷ء

جلسہ سالانہ ۱۹۲۶ء پر تقریریں

نمبر ۴

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تقریر

(گذشتہ سے پیوستہ)

چوتھا ذریعہ حصول تقویٰ

کا دُعا ہے۔ تقویٰ کے حصول کے ذرائع میں سے دُعا بھی ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ دعاؤں کی عادت ڈالنے سے بھی تقویٰ نصیب ہوتا ہے۔ اس لئے میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ دعاؤں پر بہت زور دیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ نئے لوگوں میں دعاؤں کے لئے وہ جذبہ اور جوش نہیں۔ جو حضرت مسیح موعود کے زمانہ کے لوگوں میں ہے۔ میں ان دوستوں کو خصوصیت کے ساتھ دعاؤں کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ خدا تعالیٰ کے حضور دعائیں بڑی عجیب چیز ہیں اور بہت بڑا اثر رکھتی ہیں۔

لیکن میں اس موقعہ پر دعا کے متعلق چند غلطیوں کا ازالہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ دعا کے متعلق لوگوں کو چار غلطیاں لگی ہیں۔ ایک غلطی تو یہ ہے کہ دعاؤں میں کوئی اثر نہیں۔ کیونکہ دیکھا جاتا ہے کہ دعا کے بغیر بھی تو کام ہو جاتے ہیں۔ اور بعض کام باوجود دعا کے نہیں ہوتے۔ دوسری غلطی یہ ہے۔ کہ دعا میں توجہ نہیں پیدا ہوتی دعا کریں تو کیونکر ؟

پہلی غلطی کا ازالہ تو یہ ہے کہ پہلے یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ دعا کی غرض کیا ہوتی ہے۔ اس کا اصلی مقصد کیا ہے۔ اگر تو دعا کا صرف یہ مقصد ہے کہ جو کچھ مانگا جائے۔ وہی ضرور مل جائے۔ تب تو اس مقصد کے پورا نہ ہونے کی صورت میں واقعی ظلم ہے۔ بے شک اگر یہی مقصد دعا کا ہے۔ تب یہ مقصد ضرور پورا ہونا چاہیئے۔ اگر پورا نہ ہو تو ظلم خیال کیا جائے گا۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ دعا کا یہی حقیقی مقصد نہیں۔ کہ جو چیز مانگی جائے۔ وہی ضرور مل جائے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اگر دعا کا یہی حقیقی مقصد ٹھیرایا جائے۔ تو اس کے یہ معنے ہونگے کہ دنیا میں انسان کوئی کام نہ کرے۔ انسان یہ دعا کریگا کہ بغیر اس کے کچھ کرنے کے اس کے کام خود بخود ہو جائیں۔ اصل بات یہ ہے کہ دعا کے ساتھ انسان کو کام بھی کرنا پڑتا ہے۔ دعا کی قبولیت کے لئے اور بھی تو شرائط ہیں۔ جو پورے کرنے چاہیئیں۔ اب دیکھو۔ طبیب ایک بیمار کو کہتا ہے کہ تم یہ دوائی استعمال کرو۔ لیکن اس کے ساتھ اچھی غذا بھی استعمال کرو۔ فلاں غذا سے پرہیز کرو۔ اور کھلی ہوا میں رہو۔ وہ شخص ان چار باتوں میں سے ایک بات پر عمل کرے اور باقی تین پر عمل نہ کرے۔ اور تندرست نہ ہو۔ تو وہ اگر کہے کہ میں تو تندرست نہیں ہوا۔ اور طبیب کے علاج کو ناقص کہے تو یہ شخص غلطی پر ہوگا۔ کیونکہ طبیب نے علاج کے ساتھ کچھ شرائط بتائے تھے۔ جن کے پورا نہ کرنے کی وجہ سے اسے صحت نہیں ہوئی۔ پھر ہم کہتے ہیں۔ کہ جب بعض دفعہ تمام شرائط کے پورا کرنے کے باوجود لوگ مرجاتے ہیں۔ تو کیا لوگ علاج چھوڑ دیا کرتے ہیں۔ یا یہ کہا جا سکتا ہے کہ دواؤں میں اثر نہیں۔ اسی طرح باوجود بعض دعاؤں کے قبول نہ ہونے کے بھی دعاؤں کے اثر سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اصل بات یہ ہے کہ دعا کی وہ حقیقی غرض نہیں جو عام طور پر خیال کی گئی ہے۔ یعنی یہ کہ بس جو کچھ مانگا جائے وہ ضرور مل جائے۔ بلکہ حقیقی غرض دعا کی ایمان اور تزکیۂ نفس کا پیدا کرنا ہے۔ دعا کا حقیقی مقصد تو یہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ پر ایمان حاصل ہو۔ اور اس کے دل میں صفائی اور پاکیزگی پیدا ہو۔ اور یہی غرض پیدائش انسانی کی ہے۔ جو کئی ذرائع سے پوری کی جاتی ہے۔ ان میں سے ابتلاء اور مشکلات بھی ہیں۔ اس دنیا میں انسان کی پیدائش کی حقیقی غرض پوری کرنے کے لئے مختلف طریقوں سے اسے تیار کیا جاتا ہے۔ تیاری کے اسباب میں ابتلا بھی داخل ہیں۔ غرض ابتلاء بھی انسان کی زندگی کا مدعا پورا کرنے کے لئے یعنی اس کے تزکیۂ نفس کے لئے ضروری ہیں۔ اب اگر اس کی ہر منہ مانگی چیز اسے مل جائے یا ہر دعا اس کی منظور ہو جائے۔ تو وہ ابتلاء پھر کس پر آئینگے۔ اور اس کا مدعا کیسے پورا ہوگا۔ اور ابتلاء کس چیز کا نام ہے۔ یہی ہے نہ۔ مثلاً بیماری۔ موت۔ لڑائی۔ بڑے لوگوں کا ظلم۔ ماتحتوں کی بغاوت افلاس۔ غربت۔ اور ایسی چیزوں کے لئے انسان دعا کرتا ہے۔ انسان دعا کرتا ہے یا اللہ میری فلاں مصیبت دور ہو جائے یا بیماری دور ہو جائے۔ فلاں ضرورت پوری ہو۔ فلاں مال مجھے مل جائے یا فلاں رشتہ دار بچ جائے۔ اب اگر ساری کی ساری ہی دعائیں قبول ہوں۔ اور انسان پر کوئی ابتلاء نہ آئے۔ تو کیا اس کے یہ معنی نہ ہونگے کہ مثلاً نہ تو کوئی بیمار ہو۔ اور نہ ہی کسی پر موت آئے۔ اور پھر کیا سارے انعامات لیتے ہوئے بھی کبھی یہ کہے گا کہ یا اللہ میرے دل کی صفائی بھی ہو۔ تو اصل بات یہ ہے کہ اصل غرض تو صفائی قلب ہے۔ جو ابتلاء کے ذریعہ ہوتی ہے۔ پیدائش انسانی کی غرض دل کی صفائی ہے۔ جس کا ایک طریق ابتلاء بھی ہے۔ اس لئے اس غرض کو مدنظر رکھتے ہوئے بعض دعائیں بظاہر قبول بھی نہیں ہوتیں اور ابتلاء اور مشکلات نہیں ٹلتے۔ دیکھو انبیاء پر سب سے بڑھ کر مصائب و مشکلات آتے ہیں۔ کیا وہ دعائیں نہیں کرتے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھ پر تمام انبیاء سے بڑھ کر مصائب آئے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے جب آپ بھی دعائیں مانگتے تھے۔ تو معلوم ہوا کہ دعا کی صرف وہی غرض نہیں۔ جو عام طور پر سمجھی گئی ہے۔ اور نہ یہ صحیح ہے۔ کہ دعا کا کوئی اثر نہیں یا وہ نہ یہ درست ہے۔ کہ ہر دعا منظور کی جاتی ہے۔ بلکہ دعاؤں کے اثرات حکمت اور دوسرے قوانین کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ اور دعاؤں میں بہت سے فوائد ہیں۔ جن کی خاطر دعا کا حکم ہے۔

پہلا فائدہ تو یہ ہے۔ کہ دعا خدا تعالیٰ کی تقدیر خاص کا بندہ کے منہ سے اقرار کرا لیتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی صفات پر یقین دلاتی ہے۔ کیونکہ انسان جب دعا کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کو اس بات پر قادر یقین کرتا ہے کہ وہ اس کی مصیبت کو دور کر سکتا ہے یا اس کی ضرورت کو پورا کر سکتا ہے۔ تو اس طرح بندہ کو خدا تعالیٰ کی تقدیر خاص پر ایمان پیدا ہوتا ہے۔ اور اگر اس کی ایک دعا بھی قبول ہوتی ہے۔ تو وہ اس کے دل میں یہ یقین پیدا کرتی ہے۔ کہ اس کا خدا وہ خدا ہے۔ جو اس کے لئے اپنے قانون کو بھی بدل سکتا ہے۔

دوسرا فائدہ دعا کا یہ ہے۔ کہ انسان جب دعا کرتا ہے تو اس وقت اقرار کرتا ہے کہ اللہ تو میرے قریب ہے۔ اور میری آواز کو سنتا ہے۔ دعا کی اصل غرض یہ نہیں کہ اس کی عارضی ضروریات ہی پوری ہوں۔ بلکہ اس کی اغراض میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بندہ اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف کھینچا جائے۔ اور اس کو خدا تعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔ اس کو یہ یقین ہو۔ اور اقرار بھی کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کے قریب ہے۔ چنانچہ اس غرض کو اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اس طرح بیان فرماتا ہے۔ واذا سالک عبادی عنی فانی قریب۔ کہ جب بندہ میرے حضور دعا کرتا ہے تو میں اس کے قریب ہو جاتا ہوں۔ اور اس کی آواز کو سنتا ہوں۔ پس دعا کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ بندہ کو اللہ تعالیٰ کے حضور اس کے قرب کا مقام حاصل ہو۔ اور وہ اسے اپنی گود میں لے لے جس طرح ایک بچہ جس کو دوائی پلائی جا رہی ہو یا اس کا اپریشن ہو رہا ہو تو وہ ہائے ہائے کرتا ہے۔ اس کے والدین گو اسے اس موجودہ تکلیف سے تو نہیں چھڑا لیتے۔ مگر اسے اپنی گود میں لے لیتے ہیں۔ جس سے بچہ کو تسلی ہو جاتی ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ اگر دعا کسی وجہ سے نہ بھی قبول کرے تو بھی اسے اپنی گود میں لے لیتا ہو۔

تیسرا فائدہ دعا کا یہ ہے۔ کہ انسان کی دعا اس کی حسنات میں لکھی جاتی ہے۔ دراصل انسان کے اعمال کے

دو نتیجے ہوتے ہیں۔ ہر کام کے دو نتیجے نکلتے ہیں۔ ایک نتائج فوری ظاہر ہوتے ہیں۔ اور ایک نتائج آئندہ زمانہ میں جمع ہو کر نکلتے ہیں۔ مثلاً انسان ہاتھ کو حرکت دیتا ہے۔ اس حرکت کا ایک تو فوری نتیجہ نکلیگا اور ایک نتیجہ آئندہ زمانہ میں نکلیگا۔ جب ہاتھ کو متواتر باقاعدگی کے ساتھ حرکت دیتا رہے گا۔ اس متواتر اور باقاعدہ حرکت دینے کا آئندہ زمانہ میں یہ نتیجہ نکلیگا کہ اس کا ہاتھ مضبوط ہو جائیگا۔ اس کے ہاتھ میں ایک طاقت پیدا ہو جائیگی۔ اب انسان کی اصل غرض تو یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ ہلاک نہ ہو جائے۔ عارضی تکلیف مدنظر نہیں ہوتی عقلمند آدمی عارضی تکلیف کو تکلیف نہیں سمجھتا۔ مثلاً اس وقت آپ لوگ سردی میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ سردی کی عارضی تکلیف برداشت کر رہے ہیں۔ اسی طرح طالب علم علم حاصل کرنے کے لئے راتوں کو جاگتا ہے محنت کرتا ہے۔ وہ اس تکلیف کو تکلیف نہیں سمجھتا۔ اس لئے کہ ان کے نتیجہ میں آرام اور عزت کا لمبا زمانہ حاصل ہوگا۔ اور لمبی تکالیف سے بچ جائیگا۔ عارضی تکلیف لمبی تکلیف کے مقابلہ میں تکلیف ہی نہیں خیال کیجاتی پس دعا کا ایک مقصد یہ بھی ہے۔ کہ اس کے ذریعہ اس دنیا میں انسان کے اندر اگلے جہان میں کام کرنے کے لئے قابلیت پیدا ہو جائے۔ گو یہاں اس کی دعائیں قبول نہ ہوں۔ لیکن وہ اگلے جہان میں کام آنے والی حسنات کے ہی کھاتہ میں درج کی جاتی ہیں۔ تو دعا کا ایک فائدہ یہ بھی ہے۔ کہ اس کے ذریعہ انسان کو اور انعامات کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔

چوتھا فائدہ دعا کا یہ ہے۔ کہ دعا اللہ تعالیٰ پر توکل کا نشان ہے کیونکہ بندہ دعا کے وقت اپنے عجز کا اقرار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور یہ اقرار کرتا ہے۔ کہ تو ہی قادر و توانا ہے خدا کے فضل سے ہم کبھی امیدوار نہیں ہو سکتے۔ جب تک اس کے حضور اقرار نہ کریں۔ کہ تو طاقتور ہے۔ اور ہم کمزور ہیں یہ توکل کا مقام ہے۔ جو بغیر دعا کے حاصل نہیں ہو سکتا ؛

پانچواں فائدہ دعا کا یہ ہے۔ کہ دعا کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے یقینی نمونے ہمیں ملتے ہیں۔ میں نے اپنی ذات میں کئی مشاہدے کئے ہیں۔ ایک دفعہ ایک دوست نے مجھے ایک مصیبت کی اطلاع دی۔ اور دعا کے لئے کہا۔ مجھے اس نے یہ نہیں بتایا تھا۔ کہ فلاں مصیبت ہے۔ اور حالات نہیں لکھے تھے ان دنوں ان کی ہمشیرہ بھی بیمار رہتی تھیں۔ اس لئے میں نے خیال کیا۔ کہ ان کی ہمشیرہ زیادہ بیمار ہوگی۔ میں نے دعائیں کیں۔ تو مجھے رویا میں معلوم ہوا۔ کہ کوئی کہتا ہے۔ کہ قانونی غلطی کی وجہ سے تمام حقوق ضائع ہو گئے۔ اور گورنمنٹ کی گرفت کے نیچے آگئے۔ لیکن اگر وہ توکل کریں گے۔ اور گھبرائینگے نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ان کے ان حالات کو بالکل الٹ دیگا۔ اور ان کے حق میں بہتر حالات پیدا کر دے گا۔ میں نے ان کو یہی لکھدیا۔ تقدیر سے ان ہی دنوں ایسے حالات پیدا ہو گئے تھے کہ قریب تھا کہ ان کے تمام حقوق ضائع ہو جائیں۔ اور گورنمنٹ کے نیچے آئیں۔ میری طرف انہوں نے لکھا۔ کہ اس قسم کے حالات پیدا ہو رہے ہیں۔ کہ مجھے خطرہ ہے۔ کہ میرے پہلے تمام حقوق تباہ ہو جائیں۔ میں نے انہیں لکھا۔ کہ آپ توکل کریں۔ اور گھبرائیں نہیں۔ اور اس کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ باوجود اس کے کہ ان کے مقابل انگریز تھا۔ یہ حالات بالکل بدل گئے۔ حتیٰ کہ اس انگریز نے میری طرف لکھا۔ کہ مجھے مصیبت سے بچائے۔ جب ہم روزانہ دعاؤں کی قبولیت کے نمونوں کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ تو ہم کیسے ان کے اثرات سے انکار کریں۔

چھٹا فائدہ دعا کا یہ ہے۔ کہ اس سے دل میں قوت اور طاقت پیدا ہوتی ہے۔ اور بزدلی دور ہوتی ہے۔ کیونکہ بزدلی مایوسی سے پیدا ہوتی ہے۔ لیکن دعا کرنیوالا مایوس نہیں ہوتا۔ جو شخص دعا کریگا۔ اللہ کے حضور یہ یقین لیکر جائیگا۔ کہ خدا ہے اور وہ میری مدد یا حاجت روائی کر سکتا ہے۔ اس سے اس کے دل میں تسلی ہوگی۔ جس کا یہ نتیجہ ہوگا۔ کہ وہ جزع فزع سے محفوظ رہے گا۔ اور دوسرے سامان بھی کام کے لئے مہیا کریگا۔

ساتواں فائدہ یہ ہے کہ بعض وقت دعا کا قبول نہ ہونا ہی اس کا قبول ہونا ہوتا ہے۔ بہت سی باتیں ہیں۔ جن کو انسان مفید سمجھتا ہے لیکن وہ مضر ہوتی ہیں۔ اس لئے بعض دفعہ دعا کا قبول نہ کرنا ہی انسان کے لئے رحمت ہوتا ہے۔

آٹھواں فائدہ یہ ہے کہ جس جگہ پر تدابیر رہ جاتی ہیں وہاں دعا کام کرتی ہے۔ جب تدابیر اور ظاہری اسباب کا سلسلہ منقطع نظر آتا ہے اسوقت دعا اپنا اثر دکھاتی ہے۔ میرے ساتھ بیسیوں دفعہ ایسے واقعات ہوئے ہیں کہ جن میں تمام دنیوی سامان کٹ گئے اس وقت دعا کے بعد میرے خدا نے میری دعا سنی۔ اور نہ صرف دعا سنی بلکہ بشارت دی ؛

نواں فائدہ دعا کا یہ ہے کہ دعا اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت ہوتی ہے دعا مانگنے کے بعد جو نتیجہ پیدا ہوتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر زیادہ ثبوت ہوتا ہے بہ نسبت اس کے کہ آپ ہی آپ کوئی کام ہو جائے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ دعا توجہ سے ہوتی ہے اور توجہ خود اثر پیدا کرتی ہے۔ تو کیوں نہ کہیں۔ کہ جو کام ہوتا ہے۔ وہ توجہ کے اثر کا نتیجہ ہے۔ بیشک یہ اہم سوال ہے۔ جس کا میں یہ جواب دیتا ہوں۔ کہ علم النفس کے ماہر یہ کہتے ہیں کہ توجہ اس وقت اثر کرتی ہے جب ذہن میں یہ لایا جائے کہ یہ بات یوں ہوگی۔ توجہ کے لئے یہ سکھاتے ہیں کہ تم ذہن میں یہ خیال رکھو کہ یہ بات یوں ہوگی لیکن یہاں تو اس کے الٹ دعا کرنے والا یہ ذہن میں پیدا کرتا ہے کہ یا اللہ میں کچھ نہیں ہوں۔ مجھ سے یہ کام ناممکن ہے تو ہی یہ کام کر سکتا ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ توجہ کا اثر جاندار چیزوں پر ہوتا ہے۔ بیجان پر نہیں ہوتا۔ لیکن دعا میں تو ایسا رنگ پیدا ہوتا ہے کہ جس کا اثر دنیا پر دیکھ پڑتا ہے۔ دعا خالی انسان پر ہی اثر نہیں کرتی بلکہ وہ طبعیات میں بھی تبدیلی پیدا کر دیتی ہے انسان یہ توجہ کر سکتا ہے کہ فلاں شخص میرا دوست ہو جائے لیکن یہ توجہ نہیں کر سکتا کہ کھیت سرسبز ہو جائے یا بارش ہو جائے۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ صرف دعا ہی ایک ذریعہ ہے جس سے کام ہوتے ہیں۔ بغیر اس کے کوئی کام نہیں ہوتا۔ اور بھی تو ایسے قوانین ہیں۔ بغیر دعا کے جو کام ہوتے ہیں۔ یا کئی ایسی ہی مثال ہے۔ جیسے کسی کو کہیں سے گری ہوئی چیز مل جائے تو دوسرا ہمیشہ کے لئے یہی قانون سمجھ لے کہ اس کا کام بھی بیٹھے بٹھائے ہو جائیگا۔ یہ اتفاقی باتیں ہوتی ہیں۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ تم اپنے مصائب کو دور کرنے یا ضروریات کے پورا کرنے کے لئے دعا کرو تو اس سے یہ تو ہمارا مطلب نہیں ہوتا کہ خدا تعالیٰ دعا کے بغیر اور کسی طرح بھی رحم نہیں کرتا۔ بلکہ اصل بات یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے اپنے رحم کے لئے دو قسم کے قانون رکھے ہوئے ہیں ایک قانون دعا ہے اور ایک عام قانون قدرت ہے۔ پھر اصل سوال تو یہ ہے کہ وہ کام جو دعا سے ہوا ہے کیا وہ بغیر دعا کے ہو سکتا ہے اس کا جواب یہی ہے کہ وہ کام دعا کے بغیر واقعی نہیں ہو سکتا۔

پھر توکل کا یہ مفہوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ضرور ہی دعا کو سن لیگا۔ بلکہ یہ مفہوم ہے کہ خدا ایسا کر سکتا ہے میں اس کے رحم پر یہ امید رکھتا ہوں کہ وہ میری دعا کو سن لیگا۔ پس دعا کی یہ اہمیت ایسی ہے کہ اس کے بغیر دعا دعا ہی نہیں ہوتی۔ اسی وجہ سے بر ہمو لوگ بھی دعا کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ قبولیت کے معتقد نہیں۔ اور میرے نزدیک بھی اگر ہماری ضروریات ہمیں مجبور نہ کریں۔ تو دنیا کے متعلق نامنظور ہونے والی دعا منظور ہونے والی دعا سے بڑھکر ہمارے لئے نتیجہ خیز ہے۔ کیونکہ ایک تو وہ عبادت میں شمار ہوگی۔ جو ہماری زندگی کا اصل مقصد ہے اور دوسرے اس کے عوض میں آخرت میں درجہ ملے گا۔ اور ہمیں زیادہ حسنات ملینگی۔ ہمیں عقلاً بھی یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ خدا تعالیٰ کوئی بچہ تو نہیں۔ کہ وہ ہماری دعا سے بہل جاتا ہے۔ اور ہماری ہر بات منظور کر لینے پر تیار ہو جاتا ہے۔ یہ غلط خیال ہے۔ جس میں عام مسلمان گرفتار ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ ایسا ہی ہے۔ تو وہ ہمارے ماتحت ہوا۔ نہ کہ بادشاہ۔ ہاں اس میں بھی کوئی شک نہیں۔ کہ بعض دعاؤں میں اثر بھی ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ نہیں۔ کہ وہ کوئی خاص منتر ہیں یا خاص لفظ ہیں۔ بلکہ وہ دعائیں اس لئے اپنا اثر دکھاتی ہیں۔ کہ اس میں دعا کا وہ مغز ہوتا ہے۔ جس سے انسان پر وہ حالت طاری ہو جاتی ہے۔ جو دعا میں ہونی چاہیئے۔ جیسا کہ سورہ فاتحہ جامع اور پرمغز دعا ہے

چوتھا سوال

یہ ہے کہ دعا میں توجہ نہیں ہوتی۔ دعا میں توجہ کس طرح پیدا کی جائے۔ اس کا یہی جواب ہے کہ جس کام کو کرنا چاہتے ہو اس کے کرنے کا یہی طریق ہے کہ اسے کرنا شروع کر دو۔ کچھ مدت بعد اس کے کرنے کے لئے خود بخود شوق پیدا ہو جائیگا۔ جو شخص دعا کرنی شروع کر دیگا۔ اس کے اندر دعا نہ کرنے کی نسبت آہستہ آہستہ ضرور توجہ پیدا ہو جائیگی۔ اور پھر کسی وقت وہ خاص حالت بھی اس پر طاری ہو جائیگی جو دعا کے وقت پیدا ہونی چاہیئے

ہاں بعض دفعہ دل کے زنگ خوردہ ہونے کی وجہ سے بھی دعا میں توجہ نہیں پیدا ہوتی۔ ایسے شخص کے لئے ضروری ہے۔ کہ دعا سے پہلے استغفار کرے۔ کہ اے خدا جو گناہ مجھے معلوم ہیں۔ وہ بھی اور جو نہیں معلوم وہ بھی معاف کر دے۔ اور اس لئے سے مجھے علیحدہ نہ کر جو تیرے اور تیرے بندوں کے درمیان ہے۔ کبھی صحت کی کمزوری کی وجہ سے بھی توجہ نہیں پیدا ہوتی۔ اس کے لئے صحت کی درستی کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔ میں پھر دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ دعاؤں پر خاص زور دو۔ اور خشوع کے ساتھ باجماعت نمازیں ادا کرو۔ اور اللہ تعالےٰ کو اس کے دین کی خدمت کر کے راضی کرو۔ آپ لوگوں کا اصل کام دین کا پھیلانا ہے۔ بچوں کی طرح وقت ضائع مت کرو باہمی جھگڑوں اور فسادوں کو ترک کردو۔ اور موت کو یاد رکھو۔ کہ جو ہر انسان کے لئے ضروری ہے۔ بڑے بڑے طبیب اور ڈاکٹر موت سے نہیں بچ سکتے تو اور کون بچ سکتا ہے۔ اس لئے بہتر ہے کہ موت کے آنے سے پہلے پہلے خدا تعالےٰ سے صلح کر لو۔ بہت ہیں جو نیک ہونے کی خواہش رکھتے ہیں۔ لیکن کیا کوئی کام صرف خواہش سے ہی ہوا کرتا ہے بیٹھے رہنے سے تو کامیابیاں نہیں ملا کرتیں۔ بلکہ بڑی جدوجہد کے بعد جا کر کامیابیاں حاصل ہوا کرتی ہیں۔ تو کیا نیکی ہی ایسی چیز ہے۔ جو صرف خواہش سے حاصل ہونی چاہیئے۔ لوگ ایک سست اور کاہل کا واقعہ مثال کے طور پر بیان کیا کرتے ہیں۔ کہ وہ ایک دور سے گزرنے والے سپاہی کو کہنے لگا۔ کہ دیکھو لوگ کیسے سست اور کاہل ہیں۔ کہ میری چھاتی سے بیر بھی اٹھا کر میرے منہ میں نہیں ڈالتے اس پر سپاہی نے اس کو ملامت کرنی شروع کی۔ ساتھ والا آدمی بول پڑا۔ ہاں صاحب یہ ایسا سست و کاہل ہے۔ آج ہی کا واقعہ ہے۔ کہ تمام رات کتا میرا منہ چاٹتا رہا۔ اور اس نے اسے ہٹایا تک نہیں۔ اس مثال کے بیان کرنے کی غرض یہ ہے۔ کہ صرف کسی کام کی خواہش سے وہ کام نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ اس کے لئے ہمت اور محنت کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ ایک شخص نیک بننے کے لئے صحیح اور پوری کوشش کرے۔ تو خدا تعالےٰ اسے ضائع ہونے دے۔ آخر وہ رحم کرنے والا اور فضل کرنے والا ہے۔ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ وہ کسی کی محنت کو ضائع کر دے پس پورے جوش اور پوری ہمت کے ساتھ تقویٰ پر نہ صرف خود قائم ہو جاؤ۔ بلکہ اسے دنیا میں قائم کرو۔ اور دین کی نصرت کے لئے ایک دوسرے کی مدد کرو۔ مل کر کام کرو۔ ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور پیار سے پیش آؤ۔ ہر بھائی کے ساتھ محبت کا سلوک کرو۔ جھگڑوں کو چھوڑ دو۔ اور مصیبتوں میں ایک دوسرے کے کام آؤ۔ بعض وقت دیکھا ہے۔ کہ ایک بھائی کے جنازہ پر لوگ نہیں جا سکتے۔ لیکن جب ہم نے ایک بھائی کے جنازہ کے لئے کام کو نہیں چھوڑا۔ تو ہمارا کہاں حق ہو سکتا ہے۔ کہ ہمارے مرنے پر دوسرے لوگ اپنے کاموں کو چھوڑیں۔ پس آپس میں ہمدردی اور محبت سے کام کرو۔ ابھی ہماری جماعت میں ہمدردی اور تعاون باہمی کا مادہ کم ہے۔ جس سے بعض وقت دوستوں کو بہت تکلیف ہوتی ہے۔ میں نے سنا ہے۔ کہ بعض موقعہ پر میت کے ساتھ ایک بھی آدمی (سوائے اس کے رشتہ داروں کے) نہیں گیا۔ اور لوگ عدم فرصتی کا عذر کرتے ہیں۔ یہ عذر صحیح نہیں۔ مجھے یاد ہے۔ کہ پچھلے سال عین جلسہ کے موقعہ پر ہی ایک جنازہ خود پڑھایا۔ حالانکہ جلسہ پر مجھے کام بھی بہت تھا۔ اور لیکچر بھی دینا تھا۔ دنیا میں کبھی محبت اور ہمدردی بغیر ایثار کے نہیں ہوا کرتی۔ پس ہمیں وقت اور مال کی قربانی کرکے آپس میں صلح و آشتی پیدا کرنی چاہیئے۔ اور اپنے اندر زندگی کی روح پیدا کرنی چاہیئے۔

تیسرا دن

متفرقات پر بقیہ تقریر

بیش قیمت وقت کو ضائع مت کرو

میں اپنی اصل تقریر شروع کرنے سے پہلے چند امور کا بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اوّل تو یہ کہ میں ان دوستوں کو جو یہاں آکر بھی اس جلسہ کے موقعہ پر اپنا وقت ضائع کرتے ہیں۔ اور تقریروں کے سننے میں پورا حصہ نہیں لیتے۔ ملامت کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے کل اپنی تقریر کے آخری حصہ میں دیکھا۔ کہ دو ہزار کے قریب دوست قریباً ساڑھے پانچ بجے جلسہ گاہ سے اٹھ کر گئے اور ساڑھے سات بجے تک ان کو واپس آنے کی توفیق نہیں ہوئی جو نہایت قابل افسوس بات ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ لمبی دیر تک بیٹھنا گراں ہوتا ہے۔ اور انسان دیر تک بیٹھنے سے اکتا جاتا ہے۔ لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں۔ کہ دیر تک بولنا اس سے بھی بہت زیادہ مشکل کام ہے۔ پھر اگر ایک شخص باوجود صحت کے نہایت کمزور ہونے اور اس عضو کے ماؤف ہونے کے جس پر کام کا دارومدار ہے۔ متواتر چھ گھنٹے تک بول سکتا ہے۔ تو میں ہرگز یہ تسلیم نہیں کر سکتا۔ کہ دوسرا آدمی اس سے زیادہ دیر تک سننے کی بھی قابلیت نہیں رکھتا آخر سامنے گیلریوں پر بیٹھنے والے اور سٹیج پر بیٹھنے والے بھی تو شروع سے آخر تک اطمینان سے تقریر سنتے رہے۔ حالانکہ سٹیج پر بیٹھنے والے بوجہ جگہ کی تنگی کے بہت تنگی سے بیٹھے ہوتے ہیں لیکن بعض دوست جو بنچوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ اٹھ کر چلے گئے شاید وہ بنچوں پر بیٹھنا اسی لئے پسند کرتے ہیں۔ کہ اپنی مرضی سے درمیان میں چلے جایا کریں۔ اور اپنے وقت کو ضائع کریں۔ میں اس بات کو نہیں سمجھ سکتا۔ کہ جو شخص اپنے وقت اور مال کو خرچ کرکے یہاں آتا ہے۔ وہ اپنے نفس پر کیوں اتنا جبر نہیں کر سکتا۔ اور کس طرح وہ اپنے وقت کو چائے کی دکانوں اور باہر فضول پھرنے پر ضائع کر دیتا ہے۔ اگر چائے پر ہی وقت خرچ کرنا تھا۔ تو وہ یہاں کی نسبت ان کے گھروں میں یا بڑے شہروں کے ہوٹلوں میں بہت اچھی مل سکتی تھی۔ اور اگر یہاں ان کے آنے کی غرض سیر و تفریح تھی۔ تو بہتر تھا۔ کہ بجائے یہاں آنے کے بڑے بڑے شہروں کی سیرگاہوں میں جاتے۔ وہ دہلی چلے جاتے اور وہاں وائسرائے کے مکانوں بادشاہی عمارتوں کو دیکھتے یا لاہور کی ٹھنڈی سڑک پر سیر کرتے۔ پھر لارنس گارڈن میں تفریح حاصل کرتے۔ اور جب چائے کی خواہش ہوتی تو نورنگ میں جا کر پی لیتے۔ لیکن یہاں آنے کی غرض تو خدا کی باتیں سننا ہے۔ اگر یہ غرض مدنظر نہیں۔ تو پھر یہاں آنا بے فائدہ ہے۔ ہاں حاجات بھی انسان کے ساتھ بے شک لگی ہوئی ہیں۔ اور ان کا پورا کرنا بھی ضروری ہے۔ حاجت کو روک کر تو نماز بھی جائز نہیں۔ لیکن جب انسان کسی حاجت کے پورا کرنے کے لئے جائے۔ تو وہ حاجت پوری کرکے واپس بھی آ سکتا ہے۔ جو دوست واپس نہیں آتے۔ میں ان سے پوچھتا ہوں۔ کہ کیا خدا کے کلام سے اتنا ہی متاثر ہونا چاہیئے۔ کہ پیشاب کے لئے گئے تو واپس آنا ہی بھول گئے۔ جب ابھی یہاں ہی تمہارے اندر اثر کی یہ حالت ہے تو گھر پہنچنے پر تو بالکل ہی اثر جاتا رہے گا۔ اور سب باتوں کو فراموش کر دو گے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ پانسو کے قریب غیر احمدی دوست بھی آئے ہوئے ہیں۔ اور تین سو کے قریب دوسرے لوگ ہوں گے لیکن کل جلسہ گاہ سے اٹھنے والے دوست زیادہ تر احمدی ہی تھے۔ میں آج اپنی اصل تقریر شروع کرنے سے پہلے دوستوں کو آگاہ کرتا ہوں۔ کہ اگر وہ آرام اور اطمینان سے میری تقریر کو سننا چاہتے ہیں۔ تو بیٹھ سکتے ہیں۔ اور اگر درمیان میں بغیر حاجت کے اٹھ کر جانا ہے۔ تو بجائے اس وقت اٹھ کر جانے اور خلل اندازی کے ابھی ہی چلے جائیں۔ تاکہ درمیان میں ان کے اٹھنے سے سامعین کی توجہ میں خلل نہ واقع ہو۔ اور نہ ان کا وقت ضائع ہو۔ اس کے بعد میں چند ضروری متفرق امور کی طرف جو کل کی تقریر کا بقیہ ہیں۔ آپ لوگوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

منہاج الطالبین

پہلی قابل توجہ بات یہ ہے۔ کہ میں نے پچھلے سال نفس اور اولاد کی اخلاقی اور روحانی تربیت پر تقریر کی تھی۔ میرے نزدیک وہ لیکچر اپنے نفس کی اور اپنی آئندہ نسلوں کی روحانی اور اخلاقی اعلےٰ درجہ کی تربیت کے متعلق نہایت ہی اہم اور مفید ترین معلومات پر مشتمل ہے۔ یہ لیکچر چھپ کر کتابی صورت میں تیار ہو چکا ہے۔ بکڈپو نے جو کہ بعض دوستوں کے مشترکہ سرمایہ سے قائم کیا گیا ہے۔ اس کتاب کو شائع کیا ہے۔ دوستوں کو چاہیئے۔ کہ اس کو خرید کر پڑھیں۔

حق الیقین

اس سال اللہ تعالےٰ نے مجھے ایک اور کتاب کے لکھنے کی توفیق

فرمائی ہے۔ اور وہ کتاب ہفوات المسلمین کا جواب ہے۔ بعنوان مع المنافقین ایک شیعہ نے لکھی ہے۔ جس کے مضمون سے حضرت نبی کریم اور آپ کی ازواج اور صحابہؓ کی ذات پر نہایت ناپاک حملے ہوتے ہیں۔ اس کی اشاعت سے تمام ہندوستان میں اسلام کے خلاف خطرناک زہر پھیل رہا تھا۔ اور یوں کہنا چاہیئے۔ کہ اس نے ہندوستان میں ایک آگ لگا دی تھی۔ اسی وجہ سے گورنمنٹ نظام نے اس کو ضبط کر لیا تھا۔ لیکن اس کا اور بھی الٹا اثر پڑا۔ کہ لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ فی الواقع مسلمانوں کے پاس اس کا کوئی جواب ہی نہیں۔ تب ہی تو اس کو ضبط کیا جا رہا ہے۔ اخبار اہلحدیث میں بھی اس کے جوابات نکلنے شروع ہوئے تھے۔ مگر چند سوالوں کا جواب دے کر خاموشی اختیار کر لی گئی۔ جس سے کتاب والے نے اور بھی ناجائز فائدہ اٹھایا۔ اور مشہور کر دیا۔ کہ معلوم ہوا۔ کہ باقی مطالبات کا کوئی بھی جواب نہیں۔ اس لئے میں نے ضروری سمجھا۔ کہ اس کا جواب لکھا جائے چنانچہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے میں نے اس کے جواب میں کتاب حق الیقین لکھی ہے۔ یہ کتاب بھی ایسے معلومات پر مشتمل ہے۔ جو علمی بھی ہیں اور جو اسلام سے بہت گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ علاوہ اس کے مخالفین اسلام کے جوابات کے لئے نہایت مفید معلومات کا ذخیرہ اپنے اندر رکھتی ہے علمی مباحثوں میں بھی کام آسکتی ہے۔ اور اسلام کا مطالعہ کرنے کے لئے نہایت مفید ہے۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ اس کو بھی بکثرت شائع کریں۔

الواح الہدیٰ

ان کے علاوہ بعض اور دوستوں کی بھی کتابیں ہیں۔ جو نہایت مفید اور ضروری ہیں۔ ایک کتاب الواح الہدیٰ بک ڈپو نے شائع کی ہے۔ یہ کتاب قاضی اکمل صاحب کی مرتبہ ہے۔ اور در حقیقت ریاض الصالحین کا ترجمہ ہے۔ ریاض الصالحین تربیت کے لحاظ سے ایک بے نظیر کتاب ہے۔ اور بالخصوص بچوں کی تربیت میں بہت مفید ہے۔ اسی بنا پر میں نے بچوں کی انجمن انصار اللہ کے لئے جو سکیم بنائی۔ اس میں ضروری قرار دیا گیا۔ کہ ہر طالب علم کے پاس تین چیزیں ضروری ہونی چاہیئیں۔ ایک قرآن شریف دوسرے کشتی نوح۔ تیسری ریاض الصالحین۔ دوسری جگہوں پر اس کتاب کی قیمت بھی زیادہ ہے۔ (غالباً للعہ ہے) اور یوں بھی عربی میں ہے۔ جس کو ہر شخص سمجھ نہیں سکتا۔ اس لئے تجویز کی گئی ہے۔ کہ کتاب کے بعض فقہی مسائل کو حذف کر کے اس کا ترجمہ قادیان میں ہی چھپوا لیا جائے۔ چنانچہ قاضی صاحب نے اس ضرورت کو پورا کر دیا۔ اور اس کی قیمت بھی تھوڑی رکھی گئی ہے۔ یعنی ۱۲ ر +

یہ کتاب نہ صرف بچوں کی تربیت کے لئے ضروری ہے۔ بلکہ بڑوں کی اخلاقی حالت کی اصلاح میں بھی بے نظیر ہے۔ اخلاق کے متعلق۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال اور آیات کا یہ ایسا مجموعہ ہے۔ کہ میرے خیال میں ایسا کوئی اور مجموعہ نہیں ہے۔ بہت ہی بے نظیر کتاب ہے۔ مجھے اتنی پسند ہے۔ کہ میں کبھی سفر پر نہیں جاتا۔ مگر اس کو ساتھ رکھتا ہوں۔ پہلے عربی میں تھی۔ جس سے ہر شخص فائدہ نہیں اٹھا سکتا تھا۔ اب ترجمہ کر دیا گیا ہے احباب کو چاہیئے کہ اس بہترین مجموعہ کو ضرور خرید کر زیر مطالعہ رکھیں یہ تینوں کتابیں بک ڈپو نے چھپوائی ہیں۔ وہاں سے ملیں گی۔

چشمہ ہدایت

ایک اور کتاب چشمہ ہدایت ڈاکٹر نور محمد صاحب نے مختلف مذہبی مسائل پر تصنیف کی ہے۔ ڈاکٹر صاحب ان نوجوانوں میں سے ہے۔ جو ضروری مشاغل کے باوجود دینیات میں مشغول رہتے ہیں۔ اکثر طور پر ان کو آریوں سے مباحثات کرنے پڑتے ہیں۔ ان کے زہر کے ازالہ کے لئے انہوں نے یہ کتاب تالیف کی ہے۔ آریوں کے مسائل پر بہت عمدہ روشنی ڈالی ہے۔ یہ کتاب بھی مفید معلومات کا ذخیرہ ہے میں اس کی سفارش کرتا ہوں۔ کہ احباب اس کو بھی خریدیں۔ قادیان میں ہر کتب فروش سے مل سکے گی۔

احکام القرآن

ایک اور ضروری کتاب احکام القرآن ہے۔ یہ کتاب ہمارے دوستوں کے لئے بہت مفید ہے۔ کہ اس میں ہمیں قرآن کریم کے تمام اوامر و نواہی ایک خاص صورت میں معلوم ہو جاتے ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود کے نشان کردہ ہیں۔ حکیم محمد الدین صاحب نے (جو حضرت مسیح موعود کے پرانے صحابی اور نہایت مخلص ہیں) قرآن پاک کے اوامر و نواہی کو جن پر حضرت مسیح موعودؑ نے نشان لگائے ہوئے تھے۔ ایک جگہ کر کے اور با ترجمہ شائع کر دیا ہے۔ میرے نزدیک یہ بہت ہی مفید کتاب ہے۔ اس مجموعہ کو پیش نظر رکھنے سے انسان کی بہت کچھ اصلاح ہو سکتی ہے۔ دوسرا فائدہ اس میں یہ ہے۔ کہ اس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خیال میں جو اوامر و نواہی تھے۔ ان پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ یہ کتاب پچھلے سال سے شائع ہو چکی ہے۔ لیکن آج کل چونکہ لوگ چٹکلے پسند ہیں۔ جن کتابوں میں چٹکلے ہوں وہی زیادہ فروخت ہوتی ہیں۔ اس لئے یہ کتاب فروخت نہیں ہوئی۔ اب تو انہوں نے اس کی قیمت بھی نصف کر دی ہے۔ یعنی ۸ ر کر دی ہے۔ احباب کو چاہیئے کہ اس کو بھی ضرور خرید کر فائدہ اٹھائیں۔

وصیت کے متعلق ہدایات

اس کے بعد میں دوستوں کو وصیت کی طرف خصوصیت سے توجہ دلاتا ہوں۔ وصیت ہماری جماعت کے لئے نہایت اہم اور اصل چیز ہے۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص وصیت نہیں کرتا۔ اس کے ایمان میں نفاق کا حصہ ہے۔ پس میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ وصیت کی طرف خاص توجہ کریں۔ جماعت کا کثیر حصہ ابھی تک وصیتوں سے خالی ہے۔ اس وقت ہماری جماعت کی ترقی کے لئے مالی قربانیوں کی بہت ضرورت ہے۔ خدا تعالےٰ کا منشا ہے کہ ہم مالی قربانیوں میں پورا حصہ لیں۔ چنانچہ ایک دوست نے خواب دیکھا ہے۔ جس میں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ اگر ہماری جماعت بے نظیر کامیابی اور ترقی دیکھنا چاہتی ہے۔ تو ہر احمدی اپنے مال کا چوتھائی حصہ خدا کے دین کی اشاعت کے لئے قربان کرے۔ چنانچہ انہوں نے لکھا ہے۔ کہ میں اب سے ایسا ہی ادا کیا کروں گا +

اہم کاموں کے لئے روپیہ کی ضرورت

یہ زمانہ ایسا ہے۔ کہ نہایت اہم کاموں کی ضرورت پیش آرہی ہے۔ جس کے لئے روپیہ کی ضرورت بڑھ رہی ہے۔ مثلاً اب ہر ضلع میں ایک تربیت کرنے والے کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ اگر ہر ضلع میں ایک ایک مبلغ رکھا جائے تو صرف پنجاب اور سرحدی علاقہ کے لئے دس ہزار ماہوار خرچ کی ضرورت ہے۔ اور اس رنگ میں تبلیغ کے بغیر جماعت کبھی ترقی نہیں کر سکتی۔ پس مالی قربانیوں کی طرف توجہ کی بہت ضرورت ہے +

بے روزگاروں کو روزگار دلایا جائے

پھر ہماری جماعت میں بہت سے دوست بے روزگار بھی ہیں۔ ان کے لئے ایک جگہ کا اعلان اخبار میں ہو چکا ہے۔ وہاں کئی سو احمدی معقول روزگار پر لگ سکتے ہیں۔ اس کے لئے دوست چوہدری غلام احمد صاحب ایڈووکیٹ پاکپٹن سے مل سکتے ہیں۔ اور مفصل حالات دریافت کر سکتے ہیں +

انتظام ضیافت

آج مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ کل رات ساڑھے بارہ بجے رات تک مہمانوں کو کھانا ملتا رہا ہے۔ مہمانوں کو جلدی کھانا کھلا دینا چاہیئے۔ جب انہیں ساڑھے بارہ بجے کو کھانا ہی ملیگا۔ تو انہیں ذکر کرنے کا کہاں موقع ملیگا۔ اور دن کے وقت وہ تقریریں کیسے سن سکیں گے۔ اصل میں قادیان کی آبادی ابھی محدود ہے۔ اور مہمان ہر سال پہلے سے زیادہ آتے ہیں۔ اس لئے انتظام یہاں کے محدود دوستوں کے ہاتھ سے نکلتا جا رہا ہے۔ میرے نزدیک باہر کے دوستوں سے مشورہ کر کے ان میں سے بھی باقاعدہ طور پر میزبان لئے جایا کریں۔ جیسا کہ بعض دوست اب بھی کام میں شریک ہوتے ہیں۔ مگر باقاعدہ طور پر کام لینے سے خاطر خواہ کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ اور باہر کے دوستوں کو مدد کرنے میں کوئی عذر نہیں ہو سکتا کیونکہ ایک لحاظ سے ہم سب ہی میزبان ہیں۔ اس لئے باہر کے دوستوں سے بھی اس موقعہ پر مدد لے لیا کریں +

مسجد لنڈن کی اہمیت

آج مسجد لنڈن کے متعلق ایک اور شہادت ملی ہے

مشاہدات عرفانی

یا

لنڈنی چٹھی

(نمبر ۱۵)

سال نو مبارک ہو

میں اگرچہ یہ چٹھی دسمبر ۱۹۲۶ء کے وسط میں لکھ رہا ہوں۔ لیکن یہ یقین کر کے کہ یہ ۱۹۲۷ء کے شروع میں دارالامان پہنچے گی اور شایع ہو گی۔ میں برادران طریقت کو سال نو کی مبارکباد دیتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ یہ سال سلسلے کے لئے بیش از بیش برکات اور فتوحات کا سال ہو۔ آمین

گذشتہ سال سلسلہ کے بعض نہایت ہی مخلص اور پرانے اصحاب اپنے مولا حقیقی سے جا ملے۔ کون جانتا ہے۔ کہ سال نو میں کس کس کی باری آتی ہے۔

سال دیگر را کہ مے داند حساب

ہم نے انفرادی اور مجموعی طور پر ۱۹۲۶ء میں کیا کیا۔ مجموعی تبصرہ سالانہ جلسہ میں آپ نے سن لیا۔ انفرادی احتساب اپنی اپنی جگہ کر لیجئے۔ عرفانی اپنی نسبت کہہ سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے بڑے بڑے فضل اور کرم فرمائے۔ مگر اس سے ان کا شکریہ نہ ہو سکا اور موقعہ اور فرصت سے وہ فائدہ نہ اٹھایا۔ جو اٹھایا جا سکتا تھا اس لئے احباب سے درخواست دعا کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ تلافی مافات کی توفیق روزی کرے۔ آمین

میرا آیندہ کا پروگرام

کوئی نہیں جانتا۔ کل کیا ہو گا۔ کل تو دور کی بات ہے۔ دوسرے سانس تک کیا ہو گا۔ اس کا بھی پتہ نہیں۔ تاہم دنیا بامید قائم ہے۔ انسان اپنے عہد حیات میں کوئی نہ کوئی لائحہ عمل اسی دنیا بر امید قائم کے اصول پر تیار کرتا رہتا ہے۔ کبھی اس میں کامیاب اور کبھی ناکام محض رہ جاتا ہے۔ میں بھی اس اصل سے علیحدہ نہیں۔ میرا آیندہ کا پروگرام کیا ہے۔ میں اس کے متعلق کچھ کہہ نہیں سکتا۔ گو میں اسے تجویز کر چکا ہوں۔ میں اپنے سامنے ایک لمبا سفر رکھتا ہوں۔ اور اس سفر کی غرض بحمد اللہ محض سلسلہ کی خدمت کا ایک جذبہ ہے۔ احباب سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ میرے سفر کی کامیابی اور بعافیت دارالامان واپسی کے لئے دعا کرتے رہیں گے۔ بہت ممکن ہے۔ کہ اس چٹھی کی اشاعت تک میں لنڈن چھوڑ چکا ہوں گا۔ مگر امر واقعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ کیا ہو گا کیا نہیں۔ توفیق ملی تو میں اپنے مشاہدات کے سلسلہ کو برابر جاری رکھ سکوں گا۔ لیکن مجھے یہ بھی خطرہ ہے کہ چونکہ بعض اوقات دشوار گذار حصوں میں مجھے جانا ہے جہاں ڈاک کی آمد و رفت کے وسائل شاید زیادہ وسیع اور سہل الحصول نہ ہوں۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ کبھی یہ سلسلہ دیر تک منقطع ہو جایا کرے۔ اس صورت میں میرے احباب اور عزیزوں کو گھبرانا نہیں چاہیئے۔ میں بہترین موقعہ ملتے ہی انہیں ضروری حالات سے آگاہ کرنے کی انشاء اللہ پہلی کوشش کرتا رہوں گا۔ جب تک حیات وفا کرے میں یہ بھی ظاہر کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ فی الحال میرے اس سفر کا سلسلہ بہت لمبا نہیں۔ اور میں ایام حج میں خدا کے فضل اور رحم پر بھروسہ کر کے مکہ معظمہ پہنچ جانے کا عزم کر چکا ہوں۔ اور میری واپسی ہندوستان انشاء اللہ بعد حج ہو گی۔ اس ضروری اطلاع کے بعد میں احباب کو پھر اپنے ساتھ لنڈن کی گلیوں میں چلنے کی تکلیف دیتا ہوں۔ جو خوشگوار تکلیف ہے۔

ایک بہائی جلسہ میں

بہائی لوگ اپنی جماعت کی تعداد اور کارگذاریوں کا مبالغہ کی انتہائی حد تک ذکر کرنے کے عادی ہیں۔ میں اس کو علمی بددیانتی سمجھتا ہوں کہ واقعات کو صحیح رنگ میں پیش نہ کیا جائے۔ ۱۹۲۴ء میں میں جب آیا تھا۔ اس وقت بھی ایک بہائی جلسہ میں شریک ہوا تھا۔ اور اس سفر میں بھی میرا عزم تھا۔ کہ جہاں جہاں مجھے یہ لوگ مل سکیں گے۔ میں ان کی مجلسوں کا معائنہ اور مطالعہ کروں گا۔

۷ر دسمبر ۱۹۲۶ء کو البرٹ ہال کے ایک جلسہ میں جو عیسائیوں کی طرف سے تھا۔ میں شریک تھا۔ اس جلسے کے حالات و اثرات کا ذکر کسی دوسرے موقعہ پر کروں گا۔ خدا کی قدرت ہے، کہ دو تین بہائی عورتیں بھی اس جلسہ میں شریک تھیں۔ اور ان کی نشست بالکل میرے قریب واقع ہوئی۔ انہوں نے مجھے مذہبی جلسوں میں دلچسپی رکھنے والا دیکھ کر اپنے جلسہ کی جو ۸ر دسمبر بدھ کے دن شام کے آٹھ بجے لنڈزی ہال میں ہونیوالا تھا، دعوت دے دی۔ اور میں نے ان سے وعدہ کر لیا کہ ضرور آؤں گا انشاء اللہ۔ بدھ کو میں اس جلسہ کی شمولیت کے لئے گھر سے روانہ ہوا۔ اور پہلی برکت یہ نازل ہوئی۔ کہ میں راستہ بھول گیا۔ اور دوسری طرف جانے والی ریل میں سوار ہو گیا۔ میں اس راستہ پر کبھی گیا نہیں تھا اس لئے مجھے تیسرے سٹیشن پر جا کر اجنبیت سی معلوم ہوئی۔ کیونکہ لنڈزی ہال جس لائن پر ہے۔ میں وہاں سے ہفتہ میں دو چار مرتبہ گذرا کرتا تھا۔ دریافت پر معلوم ہوا کہ یہ راستہ غلط ہے پھر وہیں جاؤ۔ جہاں سے چلے تھے۔ آخر وہاں پہنچ کر پھر دوسری ٹرین میں سوار ہو کر منزل مقصود پر پہنچا۔ لنڈزی ہال ناٹنگ ہل گیٹ ریلوے سٹیشن کے قریب واقعہ ہے۔ اس کی پہلی منزل پر ایک چھوٹا سا کمرہ بہائیوں نے لے رکھا ہے۔ اس میں اس روز ۲۰ کرسیاں موجود تھیں۔ اور میرے سوا تین مرد اور ۱۶ عورتیں تھیں۔ جن میں دو لیکچرار تھیں۔ کہا گیا تھا کہ یہ جلسہ بہائی سب اور ہفتہ وار اس کا اجلاس ہوتا ہے۔ میں ایک بار اور بھی وہاں جانا چاہتا ہوں۔ تاکہ کسی قدر وسیع علم حاصل ہو سکے۔ میں بیٹھا ہی تھا کہ ایک عورت میرے پاس ایک کرسی پر آ بیٹھی۔ اور اس نے مجھ سے حسب ذیل گفتگو کی۔

عورت۔ آپ یہاں تنہا آئے ہیں یا کسی دوست کے ساتھ آئے ہیں۔

عرفانی۔ جو شخص دنیا میں کسی انسان کا دشمن نہیں۔ وہ کسی مجلس میں تنہا آئے یا کسی کے ساتھ وہ اپنے دشمنوں کا بھی دوست ہے۔

عورت۔ ونڈرفل! میں صرف یہ پوچھتی تھی، کہ آپ کسی کے ساتھ آئے ہیں۔

عرفانی۔ شخصیت کے لحاظ سے تو میں اکیلا ہی آیا ہوں۔ خیالات کی موجودگی کے ساتھ ہونے کی وجہ سے اکیلا نہیں۔

عورت۔ ونڈرفل۔

اتنے میں ایک اور آدمی آکر قریب کی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور اس نے اس عورت کو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔

میں جن خیالات کو لیکر گیا تھا وہ قدرتی طور پر یہ تھے کہ میں لنڈن کی بہائی کمیونٹی کے لیڈر کو اگر کوئی ہو دیکھوں گا۔ اور یہ جو کہا جاتا ہے۔ کہ ہزاروں ہی کی تعداد میں یہاں لوگ بہائی ہیں۔ انکی کثیر تعداد موجود ہو گی۔ مسٹر شوقی آفندی کی بہن جو لنڈن میں کبھی جاتی ہیں، آئینگی۔ اور مسٹر روح افغان صاحب سے ملاقات ہو گی۔ اور تبادلہ خیالات کا موقعہ ملیگا۔ مگر

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم۔

سب سے زیادہ حیران کرنے والی بات یہ تھی۔ کہ تمام کارروائی جلسہ کا کوئی تعلق بہائی تحریک سے نہ تھا۔ بلکہ مجھے شبہ گذرتا ہے، کہ شاید اس شام کی تقریر کرنے والی عورتوں کا اس مومنٹ سے کوئی تعلق بھی نہ ہو۔ ایک عورت نے افریقہ میں جنگلات کی حفاظت اور درختوں کی غور و پرداخت کی ایک تحریک "The men of the trees" پر لیکچر دیا۔ کہ کس طرح وہاں درختوں کی حفاظت اور نئے درخت لگانے کی تحریک کامیاب ہو رہی ہے ساری تقریر میں بہائی اخلاقیات یا روحانیات یا اس کے اثرات و وسعت کا کوئی ذکر نہیں تھا۔ بجز اس کے کہ خاتمہ پر تقریر کرنے والی خاتون نے کہا کہ عبد البہاء نے اپنے ڈیوائن فلاسفی میں کہا ہے۔ کہ تم ایک ہی درخت کے پتے ہو۔ اس لئے بہائیوں کو درختوں کی حفاظت اور غور و پرداخت میں بڑا حصہ لینا چاہیئے۔

اس کے بعد دوسری نوجوان لیڈی نے یہاں کے ایک ہسپتال فونڈلنگ ہسپتال کی حفاظت کے متعلق تحریک کی۔ یہ ایک پرانا ہسپتال ہے۔ آبادی کی بعض ضروریات اور مصالح شہری کی بنا

غالباً اسے گرایا جا رہا ہے۔ اور ایک تحریک اس کے باقی رکھنے کی شروع ہوگئی ہے۔ کہ پرانی چیز ہے۔ اس موقعہ سے اس کو نہ اٹھایا جائے۔ غرض اس نے نہایت موثر اور جذبات آفرین طریق پر حاضرین کو اس تحریک میں شامل ہونے اور میموریل پر دستخط کرنے کے لئے کہا۔ اور اس کے ساتھ جلسہ ختم ہوگیا۔ تمام کارروائی میں اللہ تعالیٰ کا نام ایک مرتبہ بھی نہیں آیا۔ اور میری حیرت اور بھی بڑھ گئی۔ جب میں نے وہ اصول دیکھے۔ جو عبد البہا کے الفاظ میں شائع کئے گئے ہیں۔ جو گویا بہائیت کی بنیاد ہیں ان میں اللہ تعالیٰ پر ایمان کا کہیں بھی ذکر نہیں۔ بلکہ ایمانیات کا ذکر ہی نہیں۔ یہ ایک جلسہ کی کیفیت ہے۔ ناظرین منتظر رہیں میں انشاء اللہ اس سلسلہ میں دلچسپ معلومات ان کے سامنے رکھ سکوں گا۔ کوئی مشرقی اس جلسہ میں بجز میرے شریک نہ تھا۔ اور مسٹر شوقی آفندی کی بہن یا اور جو لوگ ان کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور لنڈن میں ہیں۔ موجود نہ تھے۔ لیڈی کم ولم فیلڈ بھی موجود نہ تھیں۔ میں سچ کہتا ہوں۔ کہ جلسہ پر ایک قسم کی نحوست سی برستی تھی۔ الفاظ میں اسے بیان بھی نہیں کیا جا سکتا!

کاش! تم ان کیفیات سے سبق لو،

اسلامی ارکان اور اعمال کا یورپین قلوب پر ایک خاص اثر ہے۔ اسلامی تسلیم کی معقولیت اور عبادات میں سادگی ایک جذب اپنے اندر رکھتی ہے۔ میں کن الفاظ میں آپ کو وہ کیفیات دکھاؤں۔ جو میں مشاہدہ کرتا ہوں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ یورپ کے اندر قبول اسلام کی روح مستعدانہ طور پر پائی جاتی ہے۔ ضرورت ایسے لوگوں کی ہے۔ جو یورپ کی ذہنیت کو مطالعہ کر کے اسلام کی خوبیاں ظاہر کر سکیں۔ اور ایسی تصنیفات ان کے سامنے پیش کی جائیں۔ جو اسلامی حقایق و معارف کو سادگی کے ساتھ پیش کریں۔ حقایق و معارف کا سمندر بے پایاں ہمارے پاس ہے۔ اگر ہم اس کو پیش کریں۔ اگلے دن یہاں ایک قابل مقرر نے دوران تقریر میں کہا۔

> ہم ملحدوں کی قوم میں رہتے ہیں۔ تم ہمارے شہروں کی بہ نسبت بہت زیادہ حقیقی ایمان صحراؤں میں پاؤ گے ؛

فاضل مقرر کا اشارہ مسلمانوں کے ایمان کی طرف ہے۔ اسی طرح ایک مشہور EX Moslem خاتون نے ایک آرٹیکل میں ان کیفیات کا اظہار کیا ہے۔ جو اس کے قلب پر بدوؤں کے ایمان کو دیکھ کر پیدا ہوئی ہیں۔ وہ کہتی ہے کہ:۔

> یورپ سینکڑوں قسم کے علوم کو گن سکتا ہے مگر صحرا نشینوں کے لئے ایک ہی چیز ہے۔ اور وہ ایمان باللہ اور خدا میں امید ہے۔

خاتون موصوفہ پہ رنگ نور کے سفروں میں انشاء اللہ اور اللہ اکبر

کی صداؤں نے ایسا اثر کیا ہے۔ کہ وہ اس کے تکرار و اظہار میں بھی ایک لطف اور کیفیت پاتی ہے۔ میں اس سے ملاقات کرنے کے موقع کی تلاش میں ہوں۔ اور چاہتا ہوں کہ اسے تبلیغ کر سکوں ؛

ملزموں سے کس قسم کا برتاؤ ہونا چاہیئے

ہندوستان میں کسی شخص کا زیر مواخذہ آنا اسے ہزاروں قسم کی ذلت و رسوائی کے دروازے کھول دیتا ہے۔ پولیس اور عدالت کے مجرموں کے کٹہرے میں جو سلوک اس سے ہوتا ہے۔ وہ کوئی عزت انسانیت کی باقی نہیں رہنے دیتا۔ برخلاف اس کے یہاں جب تک ملزم پر جرم ثابت نہ ہو جائے اور جرم ثابت ہو جانے پر بھی تعزیری سزا کے سوا کسی قسم کی سختی اور بدکلامی اس سے جائز نہیں رکھی جاتی۔ پولیس اور مجسٹریٹ اس کو خطاب کرتے وقت اس سے انسانیت کے شرف کو مدنظر رکھتے ہیں۔ امریکہ میں جب تک جرم ثابت نہ ہو جائے ملزم آزادانہ اپنے قانونی مشیروں کے ساتھ کرسی پر بیٹھا رہتا ہے۔ انگلستان میں البتہ اس کٹہرے میں کھڑا ہونا پڑتا ہے۔ لیکن اب یہاں بھی یہ تحریک جاری ہے۔ کہ اسے عدالت کے کٹہرے میں کھڑا نہ کیا جائے۔ بلکہ وہ برابر اپنے قانونی مشیروں کے ساتھ بیٹھا کرے۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ میری اس چٹھی کی اشاعت تک محض تحریک ہی رہے گی۔ یا فوراً اس پر عمل بھی شروع ہو جائیگا اس لئے کہ ذمہ دار احکام فوراً توجہ کرتے ہیں۔ اور بعض اوقات ایک تحریک چند گھنٹوں میں اپنا نمایاں اثر پیدا کر لیتی ہے۔ صبح کے اخبارات میں تحریک ہوتی ہے۔ اور شام کے اخبارات اس پر عملدرآمد کی خبر لے کر شائع ہوتے ہیں۔ وجہ یہ ہے۔ کہ محرک نیک نیتی اور ملک اور قوم کی حقیقی بھلائی کے جذبہ سے تحریک کرتے ہیں۔ اور ذمہ وار احکام کا نصب العین ملک اور قوم کی خدمت ہے ؛

یہ تحریک جس بنا پر ہوئی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ قانون کے رو سے کوئی ملزم مجرم نہیں۔ جب تک کہ استغاثہ اپنے دعویٰ کو ثابت نہ کرے۔ اور ملزم کا یہ فرض نہیں کہ وہ اپنے آپ کو بیگناہ ثابت کرے۔ بلکہ استغاثہ کا فرض ہے کہ وہ اسے مجرم ثابت کرے اس لئے جب تک اس پر کوئی قانونی جرم ثابت نہیں۔ کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ کہ اس سے اس قسم کا ذلت آفرین سلوک ہو۔ ہندوستان میں بسا اوقات پولیٹیکل قیدیوں کے متعلق اس قسم کے سوالات ہوئے ہیں۔ کہ ان کو ہتھکڑی لگا کر کیوں پیش کیا گیا۔ مگر دوسروں کے متعلق اس قسم کی اصلاح کی کوشش نہیں کی گئی۔ میری رائے میں وقت آگیا ہے۔ کہ انسانیت کے وقار کو قائم رکھنے کے لئے ملزموں سے اس قسم کا سلوک نہ کیا جائے۔ جو ان کی ذلت کا موجب ہو۔ اب تو کونسلوں میں ہر قسم کے آزاد خیال لوگ داخل ہو چکے ہیں۔ وہ کوشش کریں۔ کہ انصاف کا معیار ہندوستان اور انگلستان میں عملاً ایک ہو جائے۔ قانوناً تو ایک ہی ہے۔ مگر عملی طور پر بہت بڑا فرق نظر آتا ہے۔ میں بلا خوف تردید کہوں گا۔ کہ ہندوستان میں انگریزی مجسٹریٹوں کی عدالتوں میں زیادہ شریفانہ برتاؤ ہوتا ہے بمقابلہ ہندوستانی مجسٹریٹوں کے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ انگریز انگلستان کی عدالتوں اور ان کے طرز عمل سے واقف ہوتے ہیں۔ اور وہ اپنی عادات اور تربیت کو بہت جلد بھول نہیں سکتے۔ مگر رفتہ رفتہ حالات بدلتے جاتے ہیں ؛

غرض ضرورت ہے۔ کہ قانون کو ملک کے اخلاق کو بلند کرنے کا ایک ذریعہ بنایا جائے۔ نہ کہ اخلاقی کمزوری کا ایک باعث ؛

حصہ وصیت میں اضافہ

(۱) مولوی محمد فضل خان صاحب چنگا بنگیال لکھتے ہیں کہ میرا گذارہ علاوہ جائداد کے آمدنی پر بھی ہے۔ بدیں وجہ علاوہ حصہ جائداد کے آمدنی کا بھی ۱/۱۰ حصہ بمد وصیت ادا کرتا رہوں گا۔ میری سابقہ وصیت کا نمبر ۱۴۴۶ ہے ؛

(۲) منشی محمد بخش ولد فتح الدین صاحب گوجرات موصی نمبر ۱۹۲۷ لکھتے ہیں کہ میری وصیت حصہ جائداد کے متعلق ہے مگر میرا گذارہ جائداد کی آمدنی پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ لہذا میں اپنی آمدنی کا بھی ۱/۱۰ حصہ بمد وصیت ادا کرتا ہونگا ؛

(۳) بابو محمد عبداللہ صاحب کلرک قلعہ میگزین راولپنڈی موصی نمبر ۱۹۳۷ لکھتے ہیں کہ گو میری وصیت ۱/۱۰ حصہ آمد کی ہے۔ مگر میں نے ۱/۸ حصہ آمدنی کا ادا کرنا شروع کر دیا ہوا ہے۔

(۴) شیخ غلام نبی صاحب تاجر چکوال ضلع جہلم لکھتے ہیں کہ میری وصیت کا نمبر ۱۹۰۴ ہے۔ اور میری یہ وصیت ہے۔ کہ بعد وفات میری جائداد متروکہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ مگر اب یعنی ۱۲ ۲۹ کو یہ وصیت کرتا ہوں کہ بجائے ۱/۱۰ حصہ کے ۱/۸ حصہ جائداد متروکہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

(۵) منشی محمد عبداللہ صاحب ریڈر سشن کورٹ سیالکوٹ نے یہ لکھ دیا ہے کہ میری وصیت نمبر ۲۳۲۶ جائداد متروکہ کے ۱/۱۰ حصہ کی ہے۔ مگر میرا گذارہ آمدنی پر ہے۔ جو کہ مبلغ ماہانہ ۱۴۰ روپیہ ماہوار تنخواہ ہے۔ میں تازیست اپنی آمدنی کا بھی ۱/۱۰ حصہ ماہوار ادا کرتا رہوں گا۔ فقط

محمد سرور سکرٹری مجلس کارپرداز مصالح قبرستان مقبرہ بہشتی قادیان دارالامان ؛

شذرات

زمیندار نے ٹھیکہ لے رکھا ہے۔ کہ خواہ کوئی بات ہو یا نہ ہو سلسلہ احمدیہ پر کچھ نہ کچھ اعتراض کر دے۔ آپ کو افکار و حوادث میں احمدی جنتری کے ایک دو فقروں پر کچھ لکھنے کا موقعہ مل گیا ہے۔ وہ یہ کہ محمد یامین صاحب مولف نے اپنے طور پر صوفیا کرام کے معمولی اہل دستور کی طرف توجہ دلائی ہے۔ کہ قادیان میں آتے ہوئے حسب توفیق بطور تحفہ پھل یا میوہ لے کر آنا آداب تصوف سے ہے۔

افکار و حوادث صاحب فرماتے ہیں۔ کہ یہ دوکانداری ہے۔ اور پھر سوال کرتے ہیں۔ کہ آیا حضرت آقائے کائنات نے بھی کبھی مسلمانوں سے نذرانے وصول کئے۔

جواباً عرض ہے۔ کہ اول تو یہ تحریر ایک ایسے دوست کی ہے جو حضرت امام کے کسی قائم کردہ صیغہ کا کارکن نہیں۔ جو براہ راست اس کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ نہ یہ تحریر امام سلسلہ کی طرف سے ہے اگر یہ کہا جائے کہ منع کیوں نہ کیا گیا۔ تو اس کے لئے ثابت کرنا چاہیئے کہ ایسا مشورہ کوئی ناجائز یا خلاف اسلام بات ہے۔ کیا کسی سلسلہ کا کوئی صوفی یا عالم جس کو آپ متدین و پابند مذہب سمجھتے ہیں یہ کہہ سکتا ہے کہ اولیاء اللہ کے حضور خالی ہاتھ آنے سے کچھ ہدیہ لے کر آنا بہتر نہیں؟ یا یہ آداب ملاقات سے نہیں؟

باقی رہا آپ کا یہ سوال کہ آقائے کائنات نے بھی نذرانے وصول کئے۔ چونکہ آپ کو کبھی تلاوت قرآن کا اتفاق نہیں ہوا۔ اس لئے آپ معذور ہیں۔ سنئے قرآن مجید میں یہ حکم ہے۔ اور حکم بھی مسلمانوں کو ہے۔ یا ایہا الذین آمنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجوٰکم صدقۃ ذالک خیر لکم واطہر۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ ہدایت پا سکنے کے لئے کچھ خرچ کرنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ اور حصول فیض کے لئے قیام تعلق اور قربانی کی ضرورت ہے۔ باایں ہمہ اس بات کا ثبوت دینا چاہیئے۔ کہ کبھی کوئی ایسا واقعہ آج تک ہوا ہے۔ کہ کسی خالی ہاتھ آنے والے کو ملاقات یا مقالات کا موقعہ نہ دیا گیا ہو۔ اس عذر پر کہ وہ کچھ لایا نہیں یا اشارۃً بھی کوئی ایسی بات جتلائی گئی ہو۔

اخبار مسلمان لاہور

سوہدرہ سے ایک رسالہ مسلمان نام سے نکلا کرتا تھا۔ اب وہ اخباری صورت میں لاہور سے شائع ہو رہا ہے۔ لکھائی چھپائی کا عذیبت عمدہ ہے۔ حتی الوسع اسلامی حدود کے اندر فرقہ دارانہ باتوں سے بچتا ہے۔ امید ہے یہ اخبار ترقی کرے گا۔ احمدیوں سے آویزش تو ہر اخبار کی ترقی کا گر ہے۔ تاہم مسلمان میں اب تک پنجابی نبی کی توہین کے سوا کچھ روا نہیں کیا گیا۔ یہ بھی مسلمانوں کی انتہائی ذلت و مسکنت کا ثبوت ہے۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کی رحمتوں سے اس حد تک

مایوس ہو چکے ہیں۔ کہ تصور بھی نہیں کر سکتے۔ کہ ہم میں سے بھی کوئی نبی ہو سکتا ہے۔ جیسے ان کے بھائی یہودیوں کی حالت کا بیان ہے۔

بل عجبوا ان جاءھم منذر منھم وقال الکفرون ھذا ساحر کذاب۔ اور کہنے والوں نے کہا ءالقی الذکر علیہ من بیننا بل ھو کذاب اشر۔ ہم اچھوتوں کو دیکھتے ہیں۔ کہ وہ خود بخود رستہ چھوڑ دیتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو انسان ہی نہیں سمجھتے۔ اسی طرح جو قومیں ذلت کے گڑھے میں پڑتی ہیں۔ وہ خود بخود اپنے آپ کو افضال الٰہی سے محروم سمجھنے لگ جاتی ہیں۔

ترجمان سرحد کا حملہ خوانین پر

ترجمان سرحد خاں بہادر محمد علی خاں صاحب پولیٹیکل ای۔ اے۔ سی کی طویل رخصت کی خبر دیتے ہوئے آپ پر ایک حملہ کرتا ہے۔ کہ آپ اپنے سلسلہ کی اشاعت میں مصروف رہے۔ جس کے نتیجے میں سرحد ہزارہ و ریاست میں ایک کافی اور بارسوخ جماعت احمدیہ بن گئی۔ جن میں بعض وزیر اور خوانین بھی شامل ہیں۔ مگر اکثر صاحب غرض مرزائی ہیں۔

تعجب ہے کہ ترجمان سرحد کا ناکام مدیر ایک نیک نام سرکاری افسر پر ایک الزام لگاتا ہے۔ جس کا کوئی ثبوت وہ نہیں دے سکتا کیا خاں بہادر نے کبھی اپنی سرکاری حیثیت کو مذہب کے معاملہ میں وسیلہ کار بنایا۔ تمام علاقہ شہادت دے گا۔ کہ ہرگز نہیں۔ ایک طرف بارسوخ جماعت میں وزراء اور خوانین کو بتانا دوسری طرف انہیں اہل غرض گویا بزدل اور اسفنے کہنا ان کی انتہائی ہتک ہے۔ یہ ایسی ہی بات ہے۔ جیسے پچھلے دنوں آریوں نے راجپوتوں جیسی بہادر قوم پر یہ الزام ناروا لگا دیا تھا۔ کہ یہ شاہان اسلام سے ڈر کر مسلمان ہو گئے تھے۔ ہم سرحد کے خوانین و بارسوخ اشخاص کو ترجمان سرحد کے ناکام مدیر سے ہزار درجے شجاع اور بہادر اور مستقل مزاج سمجھتے ہیں۔ اگر انہوں نے احمدیت کو قبول کیا تو یقیناً حق کو سمجھ کر نہ کہ کسی کے رعب میں آ کر یا کسی غرض دنیاوی سے۔ اور ہم علی الاعلان کہتے ہیں۔ کہ ترجمان سرحد نے ایسے معززین کی نسبت یہ بے ہودہ ریمارک کر کے بہت بڑی ذمہ داری اپنے اوپر عائد کی ہے۔

سوامی شودرانند جی یو۔پی والے کا دورہ

ہم نے مندرجہ ذیل مضمون کا اشتہار پڑھا ہے۔ کہ سوامی صاحب پنجاب بھر کا دورہ کریں گے۔ سوامی جی کا پہلا دورہ نوانشہر سے شروع ہو کر دوسرے شہروں میں پدھاریں گے اس لئے سب بھائیوں کا فرض ہے۔ کہ وہ اس نادر موقع پر درشن دیں۔ سوامی جی مندرجہ ذیل اصولوں پر لیکچر دیں گے۔ اچھوت کہلانے والے لوگ ہندوستان کے اصلی باشندے ہیں۔ ہندو قوم باہر سے حملہ کر کے آئی ہوئی ہے۔ اور آج تک اصلی باشندوں پر ظلم ڈھا رہی ہے۔ اس لئے سات کروڑ اچھوت کہلانے والے لوگوں کی تعداد مردم شماری میں ہندوؤں سے جدا ہونی چاہیئے (نوٹ) لیکچر میں بلا بدی کسی بھائی کسی قسم کی شنکا ہو جائے۔ وہ بعد میں سوامی جی پر سوال کر سکتا ہے۔

ہم امید کرتے ہیں۔ کہ سوامی شودرانند جی کا دورہ کامیاب رہے گا۔ حقیقت میں ہندوؤں کا کوئی حق نہیں۔ کہ وہ ایک طرف تو انہیں نظر حقارت سے دیکھیں۔ انسانیت کے ادنےٰ حقوق بھی نہ دیں۔ اور دوسری طرف اپنی تعداد بڑھانے اور اہمیت جتانے کیلئے انہیں اپنا جزو بتائیں۔

اقتباسات

شدھی کے بارے میں سناتنی

میں سناتن دھرمی ہوں۔ میں بتانا چاہتا ہوں۔ کہ سناتن دھرمیوں کے ہاں شدھی منع ہے۔ سناتنیوں نے پہلے بھی شدھی میں کام کیا ہے۔ میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ پریاگ راج میں کنبھ کے سمے سناتن دھرمی پنڈتوں کی ایک بڑی سبھا ہوئی تھی۔ اس میں شدھی کا ریزولیوشن بھی پاس ہوا تھا۔ اس میں یہ نتیجہ کیا گیا تھا۔ کہ کسی بھی جاتی کا استری یا پرش ہو۔ اگر وہ ہندو دھرم میں آنا چاہے۔ تو وہ ہندو ہو سکتا ہے۔ خواہ مسلمان ہو۔ عیسائی ہو۔ یہودی ہو۔ حبشی ہو۔ یا کوئی ہو۔ ہندوستان کا ہو یا دنیا کے کسی حصہ کا ہو۔ اس کے بزرگ کسی سمے میں ہندو رہے ہوں یا نہ رہے ہوں۔ وہ سب کے سب ہندو ہو سکتے ہیں۔ یہ سناتن دھرمی پنڈتوں کی ویوستھا ہے۔ اس لئے اس کی موجودگی میں کسی کو شبہ نہیں ہو سکتا۔ کہ سناتن دھرمی شدھی کے معاملہ میں ادھر ادھر ہوتے ہیں۔ (پرکاش ۱۲ر جنوری)

راہ حق میں ملانوں کا پتھر

گزشتہ ماہ لاہور میں احمدیوں کا جو جلسہ ہوا۔ اس میں ایک دن سوال و جواب کے لئے بھی وقت رکھا گیا تھا۔ آریہ سماجیوں نے اس سے فائدہ اٹھا کر قرآن کی آیات اور واقعات سے یہ ثابت کر کے دکھایا۔ کہ اسلام میں جبر کی تعلیم موجود ہے۔ چنانچہ کابل میں جو خود احمدیوں کے مولوی کی سنگساری کا واقعہ ہو چکا ہے۔ پیش کیا گیا۔ مولوی نعمت اللہ کو اگر افغانستان میں سنگسار کیا گیا۔ تو محض مذہبی عقائد میں اختلاف کی بنا پر احمدی کہہ سکتے ہیں۔ اور انہوں نے کہا بھی۔ کہ افغانستان کے اجڈ پٹھان اسلام کو کیا سمجھیں۔ اسلام کے معنی پیدا کرنے کی لیاقت تو سرزمین ہندوستان ہی کو میسر ہے۔ لیکن

افسوس علماء ہند کے فتوے بھی احمدی مناظر کا ساتھ نہ دے سکے۔ کیونکہ آریہ سماج کی طرف سے مناظر پنڈت پرتاپ رام نے جمعیۃ العلماء ہند اور دیوبندی مولویوں کے فتوے بھی پیش کر دیئے۔ اور احمدی مناظر مولوی عبد الحق آخری وقت تک اس کا کوئی جواب نہ دے سکے۔

(پرکاش ۱۲ جنوری)

کفر کا بھاؤ گر گیا

کفر کا بھاؤ اب اس قدر گر گیا ہے۔ کہ اگر کسی شخص کو تمام علماء بھی مل کر کافر کہیں۔ تو لوگ علماء کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اور کافر دندناتا پھرتا ہے۔ نہ اس کی بیوی سے کوئی نکاح کرتا ہے۔ نہ اس سے کلام و سلام ترک کیا جاتا ہے۔

جب مسلمانوں کی کفر پسندی اس حد تک پہنچ چکی ہے۔ تو پھر کسی پر فتویٰ دینے سے فائدہ ہی کیا ہے۔ اگر کفر کے فتویٰ کو وقیع بنایا جاتا ہے۔ تو اس امر کا التزام کیا جائے۔ کہ آئندہ جس پر کفر کا فتویٰ دیا جائے۔ اس سے کم از کم علماء مسلمانوں کا سا برتاؤ نہ کریں۔ غضب تو یہ ہے۔ کہ ایک عالم ایک شخص کو کافر کہتا ہے۔ اور دوسرا اس سے دوستانہ تعلقات قائم کر لیتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ کافر کو اپنے کفر کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ خدا کے لئے علماء کے پاس ایک کفر ہی تو رہ گیا ہے۔ اس کو تو اتنا ارزاں نہ کرو۔ کہ لوگوں کے دل سے کفر کا خوف ہی نکل جائے۔

(الجمعیۃ ۱۰ جنوری)

اسلام کا بھائی چارا

اسلامی برادری یا بھائی چارا نہایت زبردست ہے۔ وہ حقیقی بھائی چارا ہے۔ اسلام تبلیغی مذہب ہونے کے اعتبار سے خارجی دنیا سے دوست اپنے میں جمع کرتا آیا ہے۔ اسلام اپنے دوستوں کی قومیت اور ذات پات مٹا کر اپنے ماننے والوں کو ایک قوم بناتا آیا ہے۔ پر اس نے اپنے منکروں کے لئے اسلام سے باہر جانے کا راستہ ہی نہیں رکھا۔ یہ غلط ہے۔ ایڈیٹر صاحب ٹائمز آف انڈیا۔ (ایڈیٹر مین شاعر فلیلوٹمن ومین شاعر فلیکفس)، گو ملک ہند کے مسلمانوں میں آج تک ذات پات کا نمود پایا جاتا ہے۔ لیکن دراصل اسلام میں ذات پات کی مطلق گنجائش نہیں ہے۔ جملہ مسلمان ایک ذات اور ایک قوم ہیں۔ اسلام کا ان معانی کا بھائی چارا ہی وہ شے ہے۔ جس نے اسلام کو تباہی سے بچا رکھا ہے۔ مسیحیت کے عاشق وہ بھائی چارا آج تک نہیں بنا سکے ہیں۔ جو اسلام میں پایا جاتا ہے۔ مسیحیت کے بھائی چارا کو قومی امتیازوں نے تباہ کر رکھا ہے۔ مسیحیت کو ماننے والے آج تک ایک قوم نہیں بنے ہیں۔ اور نہ ایک قوم بننے کی امید ہے۔

(نور افشاں ۱۴ جنوری)

(اشتہارات)

کیا پھر پچھتانے کا منشاء ہے

جس طرح موتی سرمہ (رجسٹرڈ) آج جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر مانا گیا ہے ٹھیک اسی طرح اکسیر البدن بھی جملہ بدنی دماغی کمزوریوں کے لئے تریاق تسلیم کی گئی ہے۔ جو موسم سرما کے عوارض نزلہ زکام وکھانسی وغیرہ سے آپ کی حفاظت کریگی پٹھوں کو مضبوط بنائے گی۔ دل ودماغ کو تقویت دے گی۔ گندے خون کو صاف اور عمدہ خون کو پیدا کرے گی۔ جب پہلے ماہ مئی ۱۹۲۶ء میں یہ دوائی تیار کی گئی۔ تو اپنی عمدگی کی وجہ سے ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گئی۔ اور کئی درخواستیں بدون تعمیل کے پڑی رہیں۔ آئندہ موسم برسات شروع ہو گیا۔ جس میں خالص ادویات کا ملنا قریباً مشکل تھا۔ فائدہ اللہ کریم کے ہاتھ میں ہے۔ کیونکہ حقیقی شافی وہی ہے۔ مگر میرا یہ فرض ہے۔ کہ اپنی طرف سے عمدہ سے عمدہ اور خالص ادویات پبلک کے پیش کروں۔ چار ماہ کی دوڑ دھوپ کے بعد الحمد للہ اب میں حسب منشاء پبلک کے پیش کرنے کے قابل ہوا ہوں۔ لہٰذا وہ لوگ جنہیں اپنی صحت کا کچھ بھی خیال ہے جس کے بغیر انسان زندہ درگور ہے۔ انہیں فی الفور اکسیر البدن طلب کرنی چاہیئے۔ جو جسم کو چست بنائے گی۔ دل میں نئی امنگ اور اعضاء میں نئی ترنگ اور دل ودماغ میں نئی جولانی پیدا کرے گی۔ ورنہ ایسا نہ ہو۔ کہ آپ اس کے منگوانے میں سستی کریں۔ دوا ختم ہو جائے۔ اور پھر مثل سابق آپ کو کئی ماہ کا انتظار کرنا پڑے۔ قیمت ایک ماہ کی خوراک صرف پانچ روپے (۵ے)

مینجر نور اینڈ سنز۔ نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

موتی سرمہ نے کمال کر دیا

یہ امر تو اب روز روشن کی طرح ظاہر ہو چکا ہے کہ ہمارا موتی سرمہ ضعف بصر۔ ککرے۔ خارش چشم۔ جلن۔ پھولا۔ جالا۔ پانی بہنا۔ دھند۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوندا۔ ابتدائی موتیا بند۔ غرضیکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ قیمت ایک تولہ دو روپے آٹھ آنہ۔

تازہ شہادت

جناب منشی غلام نبی صاحب ملٹری ورکس لاہور چھاؤنی لکھتے ہیں۔ کہ میری بچی کو ککروں کی شکایت تھی۔ آپ کے سرمہ کے استعمال سے تیسرے روز ہی بچی کی آنکھوں میں نمایاں فرق دکھائی دیا۔ چنانچہ اب اللہ کے فضل سے اسے بالکل آرام ہے۔ یہ سرمہ میں نے اپنی والدہ صاحبہ کو بھی استعمال کرایا جن کی آنکھیں عرصہ ایک سال سے بہت خراب تھیں۔ ہم نے ان کا علاج ڈاکٹر موہن سنگھ صاحب امرتسر۔ ڈاکٹر بہاری لعل صاحب لاہور۔ مسیح الملک حکیم اجمل خان صاحب دہلوی زبدۃ الحکماء وجناب شاہ دین صاحب لاہور سے کرایا۔ مگر کوئی افاقہ نہ ہوا۔ آپ کے سرمہ کے چند روز کے استعمال سے نمایاں صحت ہو گئی ہے۔ بطور شکریہ کے چند سطور ارسال خدمت ہیں۔ قبول فرماویں۔ کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی اور تسلی ہو سکتی ہے؟

پتہ

مینجر نور اینڈ سنز۔ نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

خدا کی قدرت

الشافی اللہ

ہر دوا سے تر ودری تعیین نہیں ہوتی۔ قیمت بذریعہ منی آرڈر آنی چاہیئے۔

دکن کی بےنظیر دوا میاکا پڑسوگڈہ جو اعصاب دل ودماغ واعضاء رئیسہ کو طاقتور بنانے کے لئے اپنی آپ نظیر ہے۔ مشک وعنبر وجواہرات اس کے سامنے ہیچ ہیں۔

ہم اس کے متعلق کچھ مزید خامہ فرسائی کرنا نہیں چاہتے۔ کہ کہیں پبلک مبالغہ نہ سمجھے۔ بلکہ صرف قدیم قابل حکماء ومصنفین کی تحریر اور ان کے ذاتی تجارب انکی کتب سے ذیل میں نقل کر دینے پر اکتفاء کرتے ہیں۔ تاکہ خواہشمند اس بےنظیر قدرتی دوا کے استعمال سے اپنی کھوئی ہوئی جسمانی قوت کو از سر نو حاصل کر کے کم خرچ بالانشین کا مصداق بنیں۔ اور اطباء بھی اس نایاب دوا کو حاصل کر کے اپنے مریضوں کو فائدہ پہنچائیں چونکہ یہ نعمت ہر ایک کو میسر نہیں آسکتی اسلئے ضرور تمند اصحاب ایسے بےنظیر موقعہ کو ہاتھ سے جانے نہ دیں۔ کہ بار بار ایسی نایاب دوا نہیں ملا کرتی۔ (بقیہ)

افعال وخواص میاکا پڑسوگڈہ

منقول از یادگار رضائی صفحہ (۱۱۷) سطر ۱۴ مصنفہ مولوی حکیم رضا علی خان صاحب حیدرآبادی وخواص الادویہ جلد دوم مصنفہ علامہ مولانا نجم الغنی خانصاحب رامپوری لکھتے ہیں جسکا مفہوم یہ ہے۔ کہ ایک شخص نے میرے سامنے بیان کیا۔ کہ تھنجیار ڈ قوم کا نام ہے جو دودھ میں اسے ابال کر کھاتے ہیں۔ انکی جسمانی صحت بہت مضبوط ہوتی ہے۔ جسکی وجہ سے میاں بیوی اس راحت اور خوشی سے بسر کرتے ہیں۔ کہ دیکھنے والوں کو رشک آتا ہے۔ ایک صاحب نے مجھے دوستی کی وجہ سے یہ دوا تحفہ دی تھی میں نے جب کھائی۔ تو طاقت پیدا کرنے میں بہت موثر پایا۔ اسکے ٹکڑے ٹکڑے کر کے گائے کے دودھ میں ابالا جاتا ہے تاکہ دودھ اس میں جذب ہو جائے پھر سکھا کر پیس کر کپڑ چھان کر کے غبار کی طرح بنا کر آدھے تولہ کی مقدار میں آدھا تولہ شکر سفید کے ساتھ نہار منہ غذا سے پیشتر کھائیں یا کھلائیں۔ اعصابی دماغی بدنی قوت پیدا کرنے میں بے نظیر آپ پائیں گے۔ اسکے سامنے دیگر قیمتی طاقت دینے والی دوائیں آپ محض ہیچ پائیں گے۔ قیمت [illegible]

مینجر شفاخانہ سعادت منزل متصل عالیجناب مولوی حکیم میر سعادت علی صاحب مرحوم معالج امراض کہنہ شاہ علی بنڈہ متصل چوک اشیان آغا حیدرآباد دکن۔

بے اولادوں کو اولاد

(پینتیس سال کی تجربہ شدہ دوائی)

اگر آپ بے اولاد ہیں۔ اگر آپ حصول اولاد کی خاطر سینکڑوں روپے برباد کر کے مایوس ہو گئے ہیں۔ تو آئیں اس عجیب الاثر دوائی کو استعمال کر کے قدرت خدا کا ملاحظہ کریں۔ یہ دوائی مکرمہ والدہ صاحبہ کی پینتیس سال کی تجربہ شدہ ہے۔ اور اس دوران عرصہ میں اس دوائی کے حیرت انگیز اثر نے خدا کے فضل سے سینکڑوں بے اولاد عورتوں کو باولاد کر دیا ہے۔ نمونہ کیلئے چند عورتوں کے نام ملاحظہ ہوں جو اس دوائی کو استعمال کر کے آج کئی کئی بچوں کی مائیں ہیں (۱) اہلیہ فضل الدین صاحب ڈگر موضع کھارا۔ ان کو بارہ سال تک کوئی اولاد نہ ہوئی۔ اس دوائی کے استعمال سے چار بچے ہو چکے ہیں۔ (۲) اہلیہ منشی امیر محمد صاحب سابق ملازم احمدیہ سٹور قادیان۔ انکو عرصہ سال تک کوئی اولاد نہ ہوئی۔ اس دوائی کے استعمال سے دو یا پانچ بچے ہو چکے ہیں۔ (۳) منشی احمد علی صاحب وکیل ساکن گجرانوالہ۔ ان کو بارہ سال تک کوئی اولاد نہ ہوئی۔ والد صاحب کے علاج اور اس عجیب الاثر دوائی کے استعمال سے ان کے ہاں اولاد ہوئی۔ قیمت دوائی کی تاکہ ہر امیر وغریب فائدہ اٹھا سکے۔ بہت کم ہے۔ یعنی صرف چار روپے (للعہ) علاوہ محصولڈاک (نوٹ) آرڈر دیتے وقت مفصل حالات سے اطلاع دیں جو کہ پوشیدہ رکھے جائیں گے۔

پتہ:۔ سید خواجہ علی احمدی۔ قادیان پنجاب

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت شیخ محمد حسین صاحب سب جج بہادر درجہ چہارم مقام چونیاں

گنپت رائے ولد گوپی مل قوم کھتری ساکن چونیاں - مدعی۔

بنام

قطب الدین۔ عبدالرحمٰن پسران جلال الدین قوم کمبو ساکن چک ۱۳ حال کھو وسی تحصیل چونیاں - مدعا علیہ۔

دعویٰ -/۴۵۰ روپیہ

اشتہار بنام قطب الدین عبدالرحمٰن پسران جلال الدین۔ قوم کمبو ساکن حال کھو وسی تحصیل چونیاں۔ مقدمہ مندرجہ عنوان میں مدعا علیہم دیدہ و دانستہ تعمیل سمن سے گریز کر رہے ہیں۔ لہٰذا بذریعہ اشتہار ہذا مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ اگر وہ مورخہ ۵ فروری ۲۶ کو بوقت دس بجے قبل دوپہر حاضر ہو کر پیروی نہ کریں گے۔ تو ان کے خلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاوے گی۔

آج بہ ثبت دستخط ہمارے و مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔ ۱۴-۱-۲۶

دستخط حاکم

ہندوستان کی خبریں

— دہلی ۱۲ جنوری۔ ڈائرکٹر جنرل محکمہ ڈاک و تار اعلان کرتے ہیں۔ کہ معمولی یا رجسٹری شدہ خطوط بصرہ اور قاہرہ کے درمیان مہینہ میں دو بار ہوائی جہاز کے ذریعہ سے بھیجے جا سکتے ہیں۔ اس قسم کے خطوط پر امپیریل بصرہ قاہرہ کے الفاظ درج ہونے چاہئیں۔ اور معمولی محصول کے علاوہ فی آونس ۳ آنہ زائد فیس دینا چاہئے۔ اس قسم کے خطوط بذریعہ خلیج فارس کراچی سے بصرہ بھیجے جائیں گے۔ فاسٹ میل ہر اتوار کو کراچی سے روانہ ہوتا ہے۔

— کلکتہ ۱۳ جنوری۔ کہا جاتا ہے۔ کہ گورنمنٹ نے پچاس ہزار پونڈ کا سونا خرید کیا ہے۔

— بمبئی ۱۳ جنوری۔ امپیریل بنک نے شرح سود بڑھا کر ۶ فیصدی کر دی ہے۔

کلکتہ ۱۳ جنوری۔ ایک لاکھ روپیہ کے صرفہ سے بنگال کی حکومت نے طے کیا ہے۔ کہ آٹھ سو مربع میل کا جنگلات کا سروے کیا جائے۔ اس کام میں چھ ماہ خرچ ہوں گے۔ اور یہ کام ہوائی جہاز کی ایک کمپنی کے سپرد کیا گیا ہے۔ کام چٹاگانگ سے شروع ہوگا۔

— دہلی ۱۴ جنوری۔ کل شام کنگس وے کے پولو میدان میں خواتین کی منتخب شدہ ہاکی ٹیم اور وار وکشائر رجمنٹ کی ہاکی ٹیم میں مقابلہ ہوا۔ اگرچہ میدان وار وکشائر رجمنٹ کے ہاتھ رہا۔ لیکن اس میں شک نہیں۔ کہ خواتین بہت عمدگی سے کھیلیں۔

— دہلی ۱۴ جنوری۔ لارڈ اردن وائسرائے ہند ۲۵ جنوری کو دہلی سے بیکانیر کو روانہ ہوں گے۔ اور ۳۱ کی صبح کو واپس تشریف لائیں گے۔

— دہلی ۱۶ جنوری۔ لارڈ ونٹرٹن اور سر دکرڈ ویر بیٹرز بھی سر میلکم ہیلی کے ساتھ رہیں گے۔ یہ جماعت لنچ کے لئے انبالہ ٹھیرے گی۔ اور ازاں بعد لاہور جائیگی۔ جہاں وہ گورنمنٹ ہاؤس میں مہمان رہے گی۔

— بمبئی ۱۵ جنوری۔ شہزادی و شہزادہ سویڈن اپنے ہمراہیوں کے ساتھ آج سہ پہر کو جہاز "قیصر ہند" میں ہندوستان سے روانہ ہو گئے۔

— بمبئی ۱۶ جنوری۔ آج سہ پہر کو "امپیریل ایڈ ورڈ مل" کے تقریباً دو ہزار کے مزدوروں نے کام چھوڑ دیا۔

— کلکتہ ۱۵ جنوری۔ گذشتہ ہفتہ میں شمالی کلکتہ میں جو بم کے گولے اور ریوالور برآمد ہوئے تھے۔ ان کے سلسلہ میں پولیس نے کلکتہ اور ہوڑہ میں کئی مکانات کی تلاشی لی۔ کئی گرفتاریاں عمل میں آئیں۔ اور بعض قابل اعتراض چیزیں ضبط کی گئیں۔ گرفتار شدہ اشخاص کے خلاف ایک خاص عدالت کے روبرو مقدمہ دائر کیا جائے گا جس کے صدر مسٹر جے سی سنیکے ڈسٹرکٹ سشن جج ہوں گے۔ ا۔ پ

ممالک غیر کی خبریں

— شریف حسین سابق ملک حجاز نے ایک سبز کتاب شائع کی ہے۔ جس میں انگلستان پر الزام لگایا گیا ہے۔ کہ انگلستان نے سلطان ابن سعود کی مدد کر کے مجھ کو حکومت حجاز سے علیحدہ ہونے پر مجبور کیا گیا۔ اور عالم اسلام سے مطالبہ کیا ہے۔ کہ وہ حسین کی امداد کریں۔ تاکہ وہ پھر اپنی حکومت کو حاصل کر سکے۔

— القدس کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ برطانیہ اور ابن سعود کے درمیان فلسطین اور حجاز کی حدود کے متعلق میں اتفاق ہو گیا ہے۔ اور برطانیہ نے اس کو قبول کر لیا ہے۔ کہ ابن سعود کو حجاز ریلوے کی آمدنی میں سے وہ حصہ ادا کیا کرے جو حجاز سے خاص ہے۔

— اخبارات لکھ رہے ہیں۔ کہ اس تجارتی بنک نے جس کو سابق صاحب السعادۃ خدیو مصر عباس حلمی پاشا نے قائم کیا تھا۔ صوبہ طرابزون میں مٹی کے تیل کی کانوں کی تلاش کی۔ تلاش سے ثابت ہوا کہ طرابزون میں بہت بڑی مقدار میں تیل پایا جاتا ہے ابھی اس کا امتحان نہیں ہوا ہے۔

— لندن ۱۰ جنوری۔ اخبار پاؤنیر کا نامہ نگار قسطنطنیہ کا ایک خاص تار مظہر ہے۔ کہ گذشتہ ۱۲ ماہ کے اندر مغربی عدالت استقلال نے جو انگورہ میں مقدمات سازش کا فیصلہ کر رہی تھی۔ ۳۴۲ مقدمات کا فیصلہ سنایا۔ ان میں ۲۳۵۱ آدمی ماخوذ تھے جن میں ۹۴۸ ماخوذ ہوئے۔ ۲۰۴ کو پھانسی کا حکم سنایا گیا۔ ۶۲۳ مختلف میعاد کے لئے قید کئے گئے جن کی میعاد قید ایک سال سے ۲۰ سال تک تھی۔ ۱۳ کو حبس دوام کی سزا ہوئی۔ اور ۶ جلا وطن کئے گئے۔ خاص خاص الزامات جن کی بناء پر سزائیں دی گئیں۔ ڈاکہ۔ انقلاب، سازش۔ اور جاسوسی تھے۔ مشرقی عدالت استقلال نے جو الجزیرہ میں مقدمات کا فیصلہ کر رہی ہے۔ اس کے نتائج و شمار و اعداد شائع نہیں ہوئے۔ لیکن یہ خیال کرنے کی وجہ ہے۔ کہ یہاں کے اعداد و شمار سزا دہی امور سے بھی زیادہ ہیں۔

— کیپ ٹاؤن ۱۲ جنوری۔ آج ہندی وفد کیپ ٹاؤن سے روانہ ہو گیا۔